مانا کہ بہت کیف ہے حب الوطنی میں
ہو جاتی ہے مے تیز غریب الوطنی میں

سفرنامہ لاہور
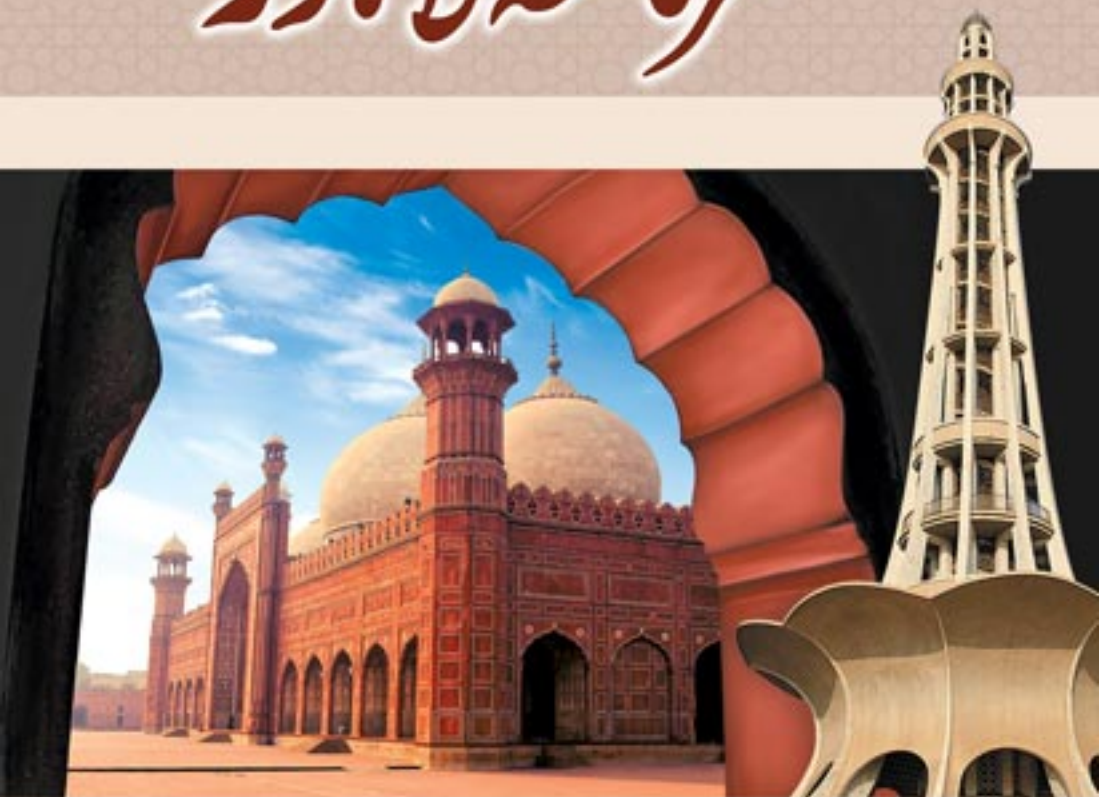
شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال، کراچی

سفر نامہ لاہور

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبّت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

نام کتاب : شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سفر نامہ لاہور

پہلا سفر نامہ : ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۳ء

دوسرا سفر نامہ : ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۰ مارچ ۲۰۰۴ء

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۲۴؍ ذیقعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۹؍ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

دیدۂ اشک باریدہ

لذّتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کا

سفرِ لاہور

۸؍ شعبان المعظم ۱۴۲۴؁ھ بمُطابق ۵؍ اکتوبر ۲۰۰۳؁ء

برطانیہ کے سفر کے بعد گزشتہ ماہ ستمبر میں ڈاکٹر شرافت صاحب لاہور سے حضرت والا کی زیارت کے لیے تشریف لائے اور عرض کیا کہ اہلِ لاہور ایک عرصہ سے حضرت والا کی زیارت کے لیے بے چین ہیں۔ اگر حضرت والا لاہور کا سفر فرمائیں تو احسانِ عظیم ہوگا۔ حضرت والا نے ان کی دعوت منظور فرمالی۔ اور فرمایا کہ ڈاکٹر عبدُالمقیم صاحِب کو بتادیں کہ ان شاء اللہ ۵؍ اکتوبر ۲۰۰۳؁ء کو لاہور کا سفر ہوگا۔ تقریباً ایک سال پہلے بھی باوجود شدید بیماری اور معذوری کے حضرت والا نے لاہور کا سفر فرمایا تھا اور اسی حالت میں گزشتہ دو سال میں حضرت والا نے تین غیر ملکی سفر فرمائے۔ جنوبی افریقہ، بنگلہ دیش اور برطانیہ۔ لاہور کا یہ دوسرا سفر تھا۔ اِس حالت میں اللہ کے لیے یہ مشقّت اور دل سوزی دیکھ کر دل رونے لگتا ہے کہ آہ! ہمارے لیے حضرت والا اپنی جان کو جان نہیں سمجھتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح قدر کی توفیق دے اور ہماری ناقدریوں کو معاف فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کا دردِ عظیم جو حضرت والا کے سینۂ مبارک کو عطا ہوا ہے جس کے بارے میں گمان اقرب الی الیقین ہے کہ وہ کمیاب ہے، بے مثل ہے اور اُمّت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو خاص فرمایا ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدۡ فَزِدۡ وَبَارِكۡ فِیۡهِ وَاَطِلۡ عُمُرَ شَیۡخِیۡ اِلٰی مِأَةٍ وَّعِشۡرِیۡنَ سَنَةً مَعَ الصِّحَّةِ وَالۡعَافِیَةِ وَخِدۡمَاتِ الدِّیۡنِیَّةِ وَشَرَفِ الۡقَبُوۡلِیَّةِ۔ یہ محبت حضرت والا کو بے قرار رکھتی ہے اور اپنے نشر کے لیے حضرت والا کو ملک در ملک دربدر لے جاتی ہے جس کے لیے حضرت والا نے خود فرمایا ہے ؎

پھرتا ہوں دِل میں درد کا نشتر لیے ہوئے
صحرا و چمن دونوں کو مضطر کیے ہوئے

چناں چہ کراچی کے بہت سے احباب حضرت والا کے ساتھ لاہور چلنے کے لیے تیار ہوگئے اور بہت سے احباب ہفتہ کے روز ٹرین سے لاہور پہنچ گئے اور گیارہ افراد نے ہوائی جہاز سے حضرت والا کے ساتھ سفر کیا۔ ۸/ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ بمطابق ۵/ اکتوبر ۲۰۰۳ء بروز اتوار صبح سات بجے حضرت والا خانقاہ سے ایئرپورٹ کے لیے روانہ ہوئے اور پونے دس بجے لاہور آمد ہوئی۔ حضرت والا کی آنکھوں میں کچھ تکلیف تھی اس لیے کراچی سے ماہر چشم ڈاکٹر اکرم صاحب کو مطلع کر دیا گیا تھا کہ لاہور پہنچتے ہی حضرت والا ان کے مطب میں تشریف لائیں گے۔ چناں چہ ایئرپورٹ سے حضرت والا براہ راست ڈاکٹر صاحب کے مطب تشریف لے گئے اور آنکھوں کے معاینہ کے بعد تقریباً گیارہ بجے لاہور خانقاہ میں تشریف لائے جہاں بہت سے احباب جمع تھے۔ خانقاہ میں حضرت والا نے سب سے مصافحہ فرمایا اور اس کے بعد آرام کے لیے اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔

مجلس کے پروگرام کا اعلان اگرچہ بعد مغرب اور صبح ۱۱ بجے کا تھا لیکن عصر کے وقت بہت سے لوگ جمع ہوگئے تھے اس لیے حضرت والا نے حسب عادت شریفہ از راہِ شفقت عصر کے بعد بھی مجلس فرمائی اور اثرؔ صاحب، ابراہیم کشمیری وغیرہ نے اشعار سُنائے۔

آج مورخہ ۶/ اکتوبر بعد نمازِ فجر حضرت والا نے سیر کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ کاروں کا انتظام کیا گیا اور حضرت والا کے ساتھ تمام احباب صبح کی سیر کے لیے روانہ ہوئے۔ شفیق صاحب نے عرض کیا کہ کیا حضرت اسی پارک میں چلنا پسند کریں گے جہاں گھوڑے دوڑتے ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! مگر سب جہاد کا ارادہ کرلیں۔ جہاد کی نیّت سے گھوڑے دیکھنے جاؤ تو ثواب بھی ملے گا۔

پارک میں حضرت والا تھوڑی دیر چہل قدمی کے بعد وہیل چیئر پر تشریف فرما ہوئے اور دوڑتے ہوئے گھوڑوں کو دیکھنے کے لیے تشریف لے گئے۔

اس کے بعد واپسی کے وقت شمیم صاحب نے حضرت والا سے ایک صاحب کی ملاقات کرائی اور عرض کیا کہ یہ بھی ہمارے ہم پیشہ ہیں یعنی جیولر ہیں۔ شمیم صاحب نے عرض کیا کہ ان صاحب نے کہا کہ میں ایک عجیب چیز دیکھتا ہوں کہ حضرت کے سب احباب ماشاء اللہ داڑھی والے ہیں، سب کی ایک ہی طرح کی ٹوپی ہے اور سب کے لباس سفید ہیں۔ یہ

ان بُزرگ کی کرامت معلوم ہوتی ہے۔ یہ سن کر حضرت والا رونے لگے۔ پھر شمیم صاحب نے عرض کیا کہ یہ حضرت والا سے ملاقات کرتے ہوئے ڈر رہے تھے کہ میرے داڑھی نہیں ہے، حضرت والا ناراض ہو جائیں گے اور مجھے ڈانٹ دیں گے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ ابھی داڑھی نہیں ہے تو کیا ہوا گال تو ہے، کھیتی ابھی نہیں ہے تو کیا ہوا کھیت تو ہے، کھیتی نہ ہو تب بھی کسان کھیت کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے کہ جب چاہیں گے کھیتی اگالیں گے، زمین تو ہے جب چاہیں گے اس میں پھل پھول لگا دیں گے۔ کوئی غم نہیں ہے، کھیت سلامت ہے تو کھیتی بھی آجائے گی۔ یہ سُن کر وہ صاحب بہت متاثر ہوئے اور آنکھوں میں آنسو آگئے۔

احقر جامع عرض کرتا ہے کہ سو جانیں بھی فدا کر دوں تو حضرت والا کی محبت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ حضرت والا کا یہ محبت بھرا اندازِ تبلیغ کہیں دیکھا نہ سُنا کہ سامع (سُننے والا) حضرت والا کی بات سُنتے ہی گھائل ہو جاتا ہے۔ حضرت والا سراپا محبت ہیں اور حضرت والا کا ایک ایک لفظ محبّت کا تیر ہے، جس کے یہ تیر لگتا ہے وہ بسمل ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ الحمد للہ تعالیٰ آج سارا عالم حضرت والا کی محبّت سے گھائل اور قائل ہے ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغِ قبلہ نما آشیانے میں

احقر جامع عرض کرتا ہے کہ الحمد للہ حضرت والا کا مزاج سُنّت پر ڈھلا ہوا ہے اور حضرت والا کی شفقت ورحمت بھی کمالِ اتباعِ سُنّت کی شاہد ہے جس کی دلیل یہ دو احادیث ہیں۔ ایک نو مُسلم صحابی فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ ایک آدمی کو چھینک آگئی جس پر میں نے یرحمک اللہ کہہ دیا۔ پس لوگوں نے مجھ کو تیز نظروں سے گھورا کیوں کہ نماز میں بولنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ پس مجھ کو دِل میں ناگواری ہوئی کہ یہ لوگ کیوں مجھے تیز نظروں سے دیکھ رہے ہیں لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو صحابی فرماتے ہیں **فَبِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّیْ مَارَأَیْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهٗ وَبَعْدَهٗ اَحْسَنَ تَعْلِیْمًا مِّنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا کَھَرَنِیْ وَلَا شَتَمَنِیْ اِلٰی آخر الحدیث**[۱] میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں

[۱] صحیح مسلم: ۲۰۳/۱، باب تحریم الکلام فی الصلٰوۃ ونسخ من اباحتہ، ایچ ایم سعید

کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر کوئی معلم نہیں دیکھا کہ بخدا آپ نے مجھ کو نہ ڈانٹا، نہ مارا، نہ بُرا کہا۔

دوسری روایت میں ہے کہ ایک دیہاتی مسجد نبوی میں پیشاب کرنے لگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو منع کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّآءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ[۲] فرمایا اس کو چھوڑ دو اور پیشاب پر ایک ڈول پانی ڈال دو اس لیے کہ تم آسانی کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو تم مشکل کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔ (جامع)

پھر حضرت والا نے مثنوی کا واقعہ سُنایا کہ حکیم جالینوس صبح کی سیر کو نکلا تو ایک پاگل اس کو دیکھ کر پہلے ہنسا اور پھر ایک قہقہہ لگایا۔ حکیم جالینوس فوراً اپنے مطب میں آیا اور ملازم سے کہا کہ مجھے پاگلوں والی دوا کھلا دو۔ ملازم نے کہا کہ حضور! ابھی تو آپ سلامت گئے تھے۔ یہ کیا ہوا کہ آپ پاگلوں کی دوا کھا رہے ہیں۔ کہا کہ ایک پاگل مجھے دیکھ کر ہنسا اور خوش ہوا۔ یہ دلیل ہے کہ میں بھی کچھ پاگل ہوں یا پاگل ہونے والا ہوں۔ اس پاگل کا مجھ کو دیکھ کر خوش ہونا دلیل ہے کہ میرے اندر بھی کچھ پاگل پن کا مادّہ موجود ہے۔ اسی طرح اللہ والوں کو یا اللہ والوں کے غلاموں کو دیکھ کر خوش ہونا یہ علامت ہے کہ یہ بھی پاگل ہونے والا ہے، یعنی اللہ کا دیوانہ ہونے والا ہے، آج نہیں تو کل ضرور دیوانہ یعنی اللہ کا عاشق ہو جائے گا۔ اور اللہ والوں کا غلام اس لیے کہہ دیا تاکہ ہم بھی شامل ہو جائیں۔ اپنے کو اللہ والا سمجھنا جائز نہیں ہے۔ کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ میں اللہ والا ہوں، لیکن اللہ والوں کا غلام تو خود کو کہہ سکتے ہیں کیوں کہ دنیا جانتی ہے کہ ایک عمر اللہ والوں کی غلامی کی ہے۔

جامع عرض کرتا ہے کہ یہ حضرت والا کا کمالِ فنائیت ہے ورنہ حضرت والا کی صحبت سے ہزاروں خار! الحمدللہ گلستان بن گئے، ہزاروں نافرمان اللہ والے ہو گئے۔ حضرت والا کا تو یہ مقام ہے ؎

جس قلب کی آہوں نے دل پھونک دیے لاکھوں
اس قلب میں یا اللہ کیا آگ بھری ہوگی

[۲] صحیح البخاری: ۱/۳۵ (۲۲۱)، باب صب الماء علی البول فی المسجد، المکتبۃ المظہریۃ

ناشتہ کے بعد حضرت والا نے آرام فرمایا۔ گیارہ بجے کی مجلس یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے ہال میں ہوئی۔ ہال میں دائیں جانب صوفہ کی آرام کُرسی پر حضرت والا تشریف فرما ہوئے۔ طالبِ علم ابراہیم کشمیری نے حضرت والا کے اشعار بہت عمدہ ترنم سے پڑھے اور جب یہ شعر پڑھا کہ ؎

نہ جانے کتنی نہریں میرے دریا سے ہوئیں جاری
مگر پھر بھی مرے دریا کی طغیانی نہیں جاتی

تو حضرت والا نے اپنے شعر کی خود یہ شرح فرمائی کہ جب بہت سی نہریں نکل گئیں تو دریا کی طغیانی میں کمی آجانی چاہیے مگر نہریں نکل جانے کے بعد اس کی طغیانی میں کمی کیوں نہیں آتی؟ چوں کہ دریا میں سمندر سے پھر پانی آجاتا ہے جس دریا میں سمندر سے پانی آتا رہے اس کی طغیانی کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔ جس کے دریائے قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علومِ معرفت کے پانی کی مدد ملتی رہے تو اگر ایسا شخص قیامت تک زندہ رہے تب بھی اس کی طغیانی قیامت تک ختم نہیں ہوسکتی اور اسی سے پہچانا جاتا ہے کہ یہ شخص اللہ والا ہے اور اس کا رابطہ حق تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

مجلس کے دوران پاکستان کے ایک مشہور نعت گو شاعر تشریف لائے کچھ عرصہ پہلے وہ کراچی بھی حضرت والا کی زیارت کے لیے تشریف لائے تھے اور خانقاہ میں کئی نعتیں سُنائی تھیں۔ ہر نعت کے بعد حضرت والا مزید فرمایش کرتے۔ اس طرح تقریباً پانچ چھ نعتیں سُنائی تھیں۔ ان کو دیکھ کر حضرت والا بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے دو نعتیں سُنائیں جن کی سماعت کے دوران حضرت والا کئی بار اشکبار ہوئے اور آخر میں فرمایا کہ اب آپ کب آئیں گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ جب تک حضرت والا کا قیام ہے، میں ان شاء اللہ تعالیٰ روزانہ یہ سعادت حاصل کروں گا۔

ان کا کلام سننے کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ بہت کم لوگ توحید کے ساتھ نعت کو جمع کرتے ہیں۔ توحید کے ساتھ عشق رسول بھی دل میں ہو تب توحید کامل ہوتی ہے۔ نعت شریف عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی علامت ہے اور جو جذبۂ عشق رسول سے محروم ہو، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق نہ ہو اس کی توحید مقبول نہیں ہے۔ توحید مکمل ہی جب ہوتی ہے جب اس میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آمیزش ہو جائے۔ بغیر عشق

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے توحید کا دعویٰ باطل ہے۔

مجلس کے بعد حضرت والا اپنے کمرے میں تشریف لائے اور ان ہی صاحب کی نعت خوانی کے متعلق فرمایا کہ پوری زندگی ایسا پڑھنے والا میں نے نہیں دیکھا، اور جگہ نزاکتیں تو ہیں شجاعتیں نہیں ہیں۔

مجلس بعد عصر دَریادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

عصر کی مجلس خانقاہ کے ہال میں ہوئی۔ حضرت والا سہارے سے ہال میں تشریف لائے اور صوفہ کی کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ بعض پڑھنے والوں نے حضرت والا کے اشعار سُنائے۔ آخر میں حضرت والا نے احقر راقم الحروف کو ولی اللہ بنانے والے چار اعمال بیان کرنے کا حکم دیا جو حضرت والا ہر مجلس میں سنواتے ہیں۔ احقر آخری نمبر سنانا بھول گیا۔ حضرت نے اپنے مخصوص اندازِ محبت میں متنبہ فرمایا کہ بے وقوف! چوتھا نمبر کیوں بھول گیا جس پر احقر نے وہ نمبر بیان کیا۔

بعد میں حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے میر صاحب کو کہا کہ آپ بے وقوف ہیں، چوتھا نمبر کیوں بھول گئے لیکن آج بے وقوف کے معنی بھی سمجھ لیجیے۔ جہاں کار وغیرہ ٹھہرانا منع ہو وہاں عرب میں لکھا ہوتا ہے کہ **ممنوع الوقوف** یعنی یہاں گاڑی کھڑی کرنا منع ہے۔ تو بے وقوفی کے معنی ہیں کہ نامناسب جگہ ٹھہر جانا، تو میر صاحب غلط جگہ ٹھہر گئے تھے اس لیے میں نے ان کو بے وقوف کہا۔

مجلس کے آخر میں حضرت والا نے دعا فرمائی کہ اے اللہ ہم لوگوں کی اصلاح فرمادے اور اللہ والا بنادے اور متقی کامل بنادے ایک ذرّہ برابر ہم اللہ کو ناراض نہ کریں۔ مبارک بندہ وہ ہے جو اپنے اللہ کو، اپنے مولیٰ کو، اپنے مالک کو ایک سانس بھی ناراض نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سو فیصد اللہ والا بنادے، مطیع وپرہیز گار بنادے اور نفس وشیطان کی غلامی سے آزادی دے کر پورا پورا فرماں بردار بنالے۔

اللہ تعالیٰ مجھ کو اور سامعین کو ہم میں سے ہر ایک کو جذب فرما کر اپنا بنالے۔ اے

اللہ! جس بات سے آپ راضی ہوتے ہیں اس کو کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرما دیجیے۔ بس دین کا خلاصہ یہ ہے کہ جس بات سے اللہ تعالیٰ راضی ہوں اس کو کرو اور جس بات سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوں اس کو چھوڑ دو۔ اسی کا نام دین ہے۔ دو جملوں میں پورا دین آگیا۔ بس اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم کو جذب کرکے اپنا بنالے، ہمارے گھر والوں کو بھی اپنا بنالے اور ہمارے احباب کو اور ان کے گھر والوں کو بھی اپنا بنالے۔ جب اللہ اپنا بنائے گا تو کون ہے جو ہم کو اپنا بنا سکے، پھر کوئی غیر اللہ ہم کو نہیں چھین سکتا دنیا بھر کی گمراہ کن ایجنسیاں، دنیا بھر کے حسین اور حسینائیں ہم کو چکر نہیں دے سکتے اس لیے یہی دعا ہے کہ اپنی شانِ جذب سے ہمیں اپنا بنا لیجیے اور قیامت تک آنے والی ہماری نسلوں کو دین کے لیے، دین کی خدمت کے لیے قبول فرمالیجیے۔ اگر ایک مجلس بھی قبول ہوگئی، ایک بات بھی قبول ہوگئی تو کام بن گیا کیوں کہ جس کو وہ قبول کرتے ہیں اس کو کبھی مردود نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ قبول ہی اس کو کرتے ہیں جو اُن کے علم میں ہمیشہ ان کا مقبول اور پیارا ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ ہماری مجلسوں کو اور ہماری مجلسیں سننے والوں کو مقبول فرمالے اور مردود اعمال سے حفاظت نصیب فرمادے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

۱۰؍ شعبانُ المعظم ۱۴۲۴؁ھ مُطابق ۷؍ اکتوبر ۲۰۰۳؁ء بروز منگل

بوقت ۱۲ بجے دن بمقام یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

تشریح حدیث بخاری شریف

مجلس سے پہلے کچھ علماء حضرتِ والا کے کمرے میں حاضرِ خدمت ہوئے۔ ان سے گفتگو کے دوران ارشاد فرمایا کہ بخاری شریف کی پہلی حدیث ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ[۳] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اعمال کی بنیاد نیت پر ہے۔ عرب کے لوگ بولتے ہیں اکلت التمرہ ولفظت النوات یعنی میں نے کھجور کو کھالیا اور گٹھلی کو پھینک دیا۔ نیت نوات

۳؎ صحیح البخاری: ۲/۱(۱)، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ، المکتبۃ المظھریۃ

سے ہے اور نوات کے معنی ہیں گٹھلی، جیسی گٹھلی ہوگی ویسا ہی درخت ہوگا۔ نیم لگا کر آم کی امید رکھنے والا احمق ہے۔ اس حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتادیا کہ جیسی نیت ہوگی ویسی ہی اس کی جزا ہوگی۔ جو عمل اللہ کے لیے ہے وہی قبول ہوگا اور اگر عمل غیر اللہ کے لیے ہے تو قبول نہیں ہوگا۔ اسی کو مولانا رومی نے فرمایا ؎

گندم از گندم بروید جوز جو
از مکافاتِ عمل غافل مشو

گیہوں کے دانہ سے گیہوں اور جو کے دانہ سے جو پیدا ہوتا ہے لہٰذا جیسا عمل کروگے ویسا ہی پھل پاؤگے۔ یہ میں نے اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا جو ہم لوگوں کو بُخاری شریف پڑھاتے تھے کہ نیّت نوات سے ہے مجلس میں موجود علماء نے کہا کہ ہم بُخاری شریف پڑھاتے ہیں مگر یہ مضمون پہلی دفعہ سُنا۔

۱۱/ شعبانُ المعظم ۱۴۲۴؁ھ مُطابق ۸/ اکتوبر ۲۰۰۳؁ء بروز بدھ بمقام یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور مجلس بعد مغرب

پرسوں صبح سیر کے وقت جو صاحِب پارک میں ملے تھے اور حضرت والا کے سامنے آنے سے بوجہ داڑھی نہ ہونے کے گھبرا رہے تھے وہ آج دوسری بار حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گزشتہ کل بھی شام کی مجلس میں آئے تھے۔ ان کو دیکھ کر حضرت والا نے فرمایا کہ دیکھو: ابھی تمہارے کھیتی نہیں ہے مگر کھیت تو ہے۔ کھیت سلامت ہے تو ایک دن کھیتی بھی آجائے گی۔ کسان کو اپنی زمین سے بھی محبت ہوتی ہے۔ کوئی کسان ایسا نہیں ملے گا جو چاہے کہ کوئی میری زمین لے جائے، جو زمین لینا چاہے گا اس پر وہ مقدمہ کردے گا۔ اگر کھیتی نہ بھی ہو تو کسان اپنے کھیت کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے تو مجھے بھی آپ کے کھیت کو دیکھ کر خوشی ہے اور جب کھیتی ہوجائے گی تو اور زیادہ خوشی ہوجائے گی۔

پھر فرمایا کہ یہ آج میری محبت کی وجہ سے ملنے آیا اگر میں محبت نہ کرتا تو کیوں آتا؟ اصل میں عام لوگوں کا ذہن یہ ہے کہ مولوی لوگ گناہ گاروں سے نفرت کرتے

ہیں۔ واللہ !کیا نفرت کریں۔ یہاں اپنی ہی پڑی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بخش دیں۔ کسی مسلمان کو نفرت سے دیکھنا جائز نہیں ہے، ہر مسلمان سے محبت کرنا واجب ہے۔

بات یہ ہے کہ وہی مولوی نفرت کرتے ہیں جنہوں نے اللہ والوں کی صحبت نہیں اُٹھائی۔ ایک علمِ نبوت ہے اور ایک نورِ نبوت ہے جب دونوں جمع ہو جاتے ہیں تب دین کی سمجھ آتی ہے۔ مدرسوں سے خالی علم نبوت تو حاصل کر لیتے ہیں لیکن کسی اللہ والے سے یا اللہ والوں کے غلاموں سے نورِ نبوت حاصل نہیں کرتے اس وجہ سے دین کی سمجھ سے محروم ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ گناہ گاروں کو حقیر سمجھنا حرام ہے لہٰذا ہر مسلمان کو شہزادہ سمجھیں جیسے کوئی شہزادہ اپنے خوبصورت چہرے پر کالی روشنائی لگالے تو کوئی اس کو بادشاہ کے ڈر سے حقیر نہیں سمجھتا۔ سوچتا ہے کہ اس کو بُرا کیسے سمجھوں ممکن ہے ابھی چہرے سے روشنائی دھو ڈالے اور چاند سا چہرہ لے کر بادشاہ کے سامنے آئے تو شہزادہ پھر بادشاہ کا پیارا ہو جائے گا۔ اسی طرح کسی گناہ گار مسلمان کو دیکھ کر سوچیں کہ ابھی تو گناہ میں مبتلا ہے لیکن ممکن ہے اللہ توفیق دے اور یہ توبہ کر کے پھر اللہ کا محبوب ہو جائے۔

پھر فرمایا کہ ہم نے اپنے بزرگوں سے اللہ کے بندوں سے پیار کرنا سیکھا ہے بس آنا جانا رکھو۔ ابھی داڑھی نہیں ہے پھر داڑھی بھی آجائے گی، ابھی سے رکھ لو تو اور اچھا ہے، جلد از جلد اللہ کے بن جاؤ اور فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ میں داخل ہو جاؤ یعنی خاص بندوں میں داخل ہو جاؤ یہاں یاء تخصیصیہ ہے کہ یہ بندے میرے خاص ہیں، یہ دنیا میں بھی میرے خاص تھے، یہ عام ایمان والے نہیں تھے، ان کا خصوصی تعلق تھا کہ یہ کثرت تعلقات میں سارے جہاں سے کٹ کر مجھ سے جڑے رہے پہلے ان سے ملو، وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ[ؔ] پہلے جنّت کی روح لے لو، جنّت بعد میں لو، جنّت کی روح اللہ والے ہیں۔ معطوف علیہ اور معطوف میں مغایرت لازم ہے۔ وَ ادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ کی واؤ سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ اور جنّت میں مغایرت ہے، اہل اللہ اور چیز ہیں جنّت اور چیز ہے۔ اہل اللہ جنّت سے افضل ہیں اس لیے عِبَادِیۡ کو اللہ تعالیٰ نے جنت پر مقدم فرمایا۔ جنّت مخلوق ہے اور اہل اللہ خالق کو اپنے دل میں بسائے ہوئے

[ؔ] الفجر:۳۰-۲۹

ہیں۔ اس کے علاوہ جنّت مکان ہے اور اہل اللہ مکین ہیں اور مکین مکان سے افضل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کی ملاقات جنّت سے زیادہ اہم ہے۔ جنّت کی نعمت سر آنکھوں پر ہے لیکن جنّت مخلوق ہے اور اہل اللہ کی ملاقات کا لطف، لطفِ خالق رکھتا ہے کیوں کہ وہ اپنے دلوں میں اللہ کو لیے ہوئے ہیں، ان کے قلوب حامل تجلیاتِ الٰہیہ ہیں اور جنّت عکس صفاتِ الٰہیہ ہے، عکس صفتِ تخلیقیہ ہے لہٰذا اہل اللہ کی ملاقات کا مزہ جنّت سے بڑھ کر ہے۔ اسی لیے عبادی کو مقدم فرمایا اور یاء تخصیصیہ ہے کہ یہ میرے خاص بندے ہیں، یہ دنیا میں نفس و شیطان کے نہیں رہے، معاشرہ کے نہیں رہے، کسی کے نہ بنے، میرے بن کے رہے تو پھر میں کیوں نہ کہوں کہ یہ میرے ہیں اس لیے پہلے ان سے ملو، پھر جنّت میں جاؤ۔ واؤ حرفِ عطف نے معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت پیدا کردی۔ معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی صحبت الگ مستقل نعمت ہے اور جنّت الگ مستقل نعمت ہے۔ اس کے علاوہ امر بنتا ہے مضارع سے اور مضارع میں تجدد استمراری کی شان ہوتی ہے یعنی ایک دفعہ کی ملاقات پر اکتفا نہ کرو بار بار اہل اللہ سے ملاقات کرتے رہو، جنّت کی نعمتیں بھی کھاؤ، حوروں میں بھی مشغول ہو جاؤ لیکن پھر اہل اللہ کے پاس آؤ، ان کی ملاقات میں استمراراً تجدید کرتے رہو کیوں کہ ان ہی کی برکت سے تم جنّت میں آئے ہو۔

حدیثِ پاک میں ہے کہ سب اللہ کی رحمت سے بخشے جائیں گے اعمال سے نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول کیا آپ بھی؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں میں بھی رحمت ہی سے بخشا جاؤں گا۔ غیر محدود لامتناہی ذات وصفات کے مالک کی عبادت کا حق محدود طاقتیں کیسے ادا کرسکتی ہیں اس لیے ان کی رحمت ہی سے سب کو جنّت ملے گی۔ جنّت بھی رحمت ہے اور اہل اللہ کی صحبت بھی رحمت ہے لیکن فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ فرما کر صحبت اہل اللہ کو مقدم فرمایا اور جنّت کو مؤخر فرمایا جو جنّت پر اہل اللہ کی فضیلت کی دلیل ہے۔ پھر حضرت والا نے پارک والے صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جن سے خاص تعلق ہوتا ہے جی چاہتا ہے کہ میرا اور ان کا ظاہر و باطن شریعت و سُنّت کے مطابق ہو جائے۔ اللہ کی ناراضگی میں ایک سانس بھی زندہ نہ رہوں، اللہ کی ناراضگی میں ایک سانس بھی جینا خطرناک ہے۔ مومن کا

ولی کی علامت یہ ہے کہ اس کی ہر سانس اللہ کی مرضی پر گزرے اور ایک سانس بھی اللہ کی ناراضگی میں نہ لے۔ صدیق کی تین تعریفیں تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہیں کہ صدیق وہ ولی ہے ۔نمبر۱۔ اَلَّذِی لَا یُخَالِفُ قَالُہٗ حَالَہٗ یعنی جس کا قال اس کے حال کے خلاف نہ ہو، نمبر ۲۔ اَلَّذِی لَا یَتَغَیَّرُ بَاطِنُہٗ مِنْ ظَاھِرِہٖ جس کا باطن اتنا مضبوط ہو کہ ظاہری حالات سے متاثر نہ ہو۔ لندن ایئرپورٹ پر چاروں طرف میموں کا میلہ ہو مگر سب کو نظر انداز کردے اور نظر اُٹھا کر نہ دیکھے اور نمبر ۳۔ اَلَّذِیْ یَبْذُلُ الْکَوْنَیْنِ فِیْ رِضَا مَحْبُوْبِہٖ[۵] جو دونوں جہاں اللہ پر فدا کرتا ہو اور صدیق کی چوتھی تعریف جو اللہ نے بطفیل بُزرگاں میرے قلب پر القاء فرمائی وہ بھی سُن لیجیے کہ صدیق اللہ کا وہ ولی ہے جو ہر سانس اللہ کی مرضی کے مطابق گزارے اور ایک سانس بھی اللہ کو ناراض نہ کرے، ایک سانس اللہ کی مرضی کے خلاف نہ گزارے اور اگر گزر جائے تو ندامت سے رورو کر استغفار و توبہ کرکے اللہ کو پھر راضی کرلے۔

رضا بالقضا اور دعا

ارشاد فرمایا کہ ایمان کے بعد عافیت سب سے بڑی نعمت ہے لیکن اگر ابتلاء خود آجائے اس وقت رضا بالقضا فرض ہے جیسے نماز روزہ فرض ہے ویسے ہی اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا بھی فرض ہے۔ وہ ہماری بیماری سے راضی ہیں، ہم بھی راضی ہیں لیکن اللہ سے صحت وعافیت مانگتے رہنے میں کوئی مضایقہ نہیں بلکہ تقاضائے بندگی ہے۔ دعا رضا بالقضا کے منافی نہیں۔ ہمارے بزرگوں نے دونوں کو جمع کردیا کہ عافیت کی دعا مانگو مگر قضائے الٰہی پر راضی بھی رہو۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

مرضی تری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
پھر اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی صاحب سے پوچھا تھا کہ اخلاص سے اونچا بھی کوئی مقام ہے؟ حضرت نے عرض کیا کہ مجھے نہیں معلوم۔ فرمایا

۵ روح المعانی: ۸/۱۳، یوسف (۴۶)، دار احیاء التراث، بیروت

کہ رضا بالقضا اخلاص سے بھی اونچا مقام ہے۔

کیفِ تسلیم و رضا سے ہے بہارِ بے خزاں
صَدمہ و غم میں بھی اخترؔ روح رنجیدہ نہیں

مجلس مؤرخہ ۱۴ شعبان المعظم ۱۴۲۴؁ھ بمطابق ۱۱/ اکتوبر ۲۰۰۳؁ء

بروز ہفتہ بوقت ساڑھے گیارہ بجے دن بمقام یاد گار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

ارشاد فرمایا کہ میرے بزرگو اور دوستو! دین دار بننا سب پر فرض ہے، اللہ والا بننا سب پر فرض ہے۔ عالم بننا فرض کفایہ ہے، حافظ بننا فرض کفایہ ہے مگر ہر آدمی کو اللہ والا بننا فرض عین ہے، قیامت کے دن جن باتوں کا حساب ہو گا ان باتوں کی تیاری کرنا فرض عین ہے، اب بتاؤ! مختصر راستے سے اللہ والے بننا چاہتے ہو یا طویل راستے کی مصیبتیں اُٹھا کر؟ مختصر راستہ جذب کا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک شان قرآن کریم میں نازل فرمائی ہے:

اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ[۶]

اللہ جس بندے کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اللہ جس کو کھینچے گا اس کو کون اپنی طرف کھینچے گا؟ کوئی نہیں کھینچ سکتا کیوں کہ اللہ سے بڑھ کر طاقت کسی کی نہیں ہے، نہ نفس کمینے کی نہ شیطان لعین کی۔ تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہا ہوں اور آپ لوگ بھی آمین کہیے کہ اللہ تعالیٰ یہ کھینچنے کی صِفت ہم سب پر نازل کر دے۔ اے اللہ! اگر آپ کو صفت جذب نہ دینی ہوتی تو قرآن پاک میں اس کو نازل ہی نہیں کرتے۔ ابّا جس چیز کو بچوں کو نہیں دینا چاہتا تو ان کو بتاتا بھی نہیں ہے۔ بتانا علامت ہے کہ ابّا بچوں کو وہ چیز دینا چاہتا ہے مثلاً ابّا بچّوں سے کہہ دے کہ میرے پاس بہت لڈو ہیں تو یہ دلیل ہے کہ لڈو بچّوں کو دینا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ بچے اس سے مانگیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد فرمانا کہ ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں دلیل ہے کہ وہ بندوں کو یہ نعمت دینا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بندہ اس صفت کو ہم

۶؎ الشوریٰ: ۱۳

سے مانگ لے، ہم جس کو چاہیں گے وہ یقیناً اللہ والا ہو جائے گا۔ تو اے اللہ! ہم سب اس صفت جذب کی بھیک مانگتے ہیں، آپ سے فریاد کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری جانوں کو اپنی طرف کھینچ لیجیے۔ ہم سب پر تجلیاتِ جذب کی لہریں بھیج دیجیے اور ہم سب کو اللہ والا بنا دیجیے۔ اے اللہ! ہم آپ کے نہ بھی بننا چاہیں تو بھی اپنے کرم سے ہمیں جذب کر کے اپنا بنا لیجیے۔ اے اللہ! ہم اس قابل نہیں کہ آپ ہم نالائقوں کو جذب کریں لیکن اے اللہ! بلا قابلیت، بلا استحقاق ہم کو جذب فرما لے۔ اے اللہ! آپ جس کو اپنا بنائیں گے اس کو آپ تک پہنچنے میں کوئی دِقّت نہیں ہو سکتی، آپ کے جذب کا راستہ بلا دِقّت کا راستہ ہے ورنہ اگر آپ جذب نہ کریں تو کوئی آپ تک نہیں پہنچ سکتا، آپ کا راستہ غیر محدود ہے، ہماری قوت محدود ہے، محدود قوت سے غیر محدود راستہ طے نہیں ہو سکتا۔ غیر محدود راستہ غیر محدود قوت سے طے ہوتا ہے۔ اے اللہ! اپنی غیر محدود قوت سے جذب کر کے ہمیں اپنا بنا لیجیے۔ ہماری جانوں کو اپنی رحمت سے جذب فرمالے، ہم کو بھی، ہمارے بال بچوں کو بھی، آپ سب کو بھی اور آپ سب کے بال بچوں کو بھی اللہ جذب کر کے اپنا بنا لے، نفس و شیطان کی غلامی سے نکال کر سو فیصد اپنی غلامی نصیب فرما۔ اٰمِیۡنَ یَارَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔

۱۵؍ شعبان المعظم ۱۴۲۴؁ھ بمطابق ۱۲؍ اکتوبر ۲۰۰۳؁ء بروز اتوار

آج شام حضرت والا کی کراچی واپسی ہے۔ تین بجے کی پرواز سے سیٹیں بُک ہیں۔ صبح کی مجلس میں حضرت والا نے مندرجہ ذیل وعظ فرمایا۔

تَبٰرَکَ الَّذِیۡ بِیَدِہِ الۡمُلۡکُ ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرُۨ ۙ﴿۱﴾ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡغَفُوۡرُ ۙ﴿۲﴾ [ک]

اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں جو کہ ہدایت کی کتاب ہے، اللہ کی نازل کی ہوئی ہے، آسمان سے اتری ہے، اس سے بڑھ کر ہم کیا ہدایت پیش کر سکتے ہیں جو کتاب آسمان سے ہدایت کے لیے اتری ہے اس سے بڑی ہدایت کیا ہو گی۔ لہٰذا وہ خوب جانتے ہیں کہ کن باتوں سے

ک الملک ۱-۲

بندوں کو ہدایت ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مُبارک ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں ملک ہے۔ جو مالک بھی ہے اور انسان کو مالک مجازی یعنی کچھ دن کے لیے سلطنت کا والی بھی بنا دیتا ہے۔ مالک تو اصلی وہی ہے، ملک اسی کا ہے مگر عارضی طور پر بعض انسانوں کو سلطنت دے دیتا ہے اور اس کے بعد ان ہی بادشاہوں کو قبروں میں دفن بھی کر دیتا ہے۔ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ علامہ آلوسی سید محمود بغدادی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ اتنا بڑا قادر ہے کہ نطفہ (منی) سے پیدا کر کے انسان کو بادشاہ بنا دیتا ہے، اتنا بڑا مالک ہے کہ منی سے چھوٹا سا بچہ پیدا کرتا ہے جو اتنا کمزور ہوتا ہے کہ دوسرے اس کو کھلاتے پلاتے ہیں جس کو رفتہ رفتہ بڑا کر کے پھر اسی کو صدر مملکت، وزیر اعظم یا بادشاہ بنا دیتا ہے مگر بادشاہت، وزارتِ عظمیٰ یا وزارتِ اعلیٰ سب زمین کے اوپر ہے۔ ایک دن مر جائے گا تو قبر میں دفن ہو جائے گا۔

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن نے مجھ سے کہا کہ میں ہری پور گیا تو وہاں فیلڈ مارشل صدر ایوب کی قبر پر گیا۔ اس کی قبر کچی ہے میں کھڑا ہو کر رونے لگا کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اس شخص کے لیے کراچی کی روڈ پر فوج کا پہرہ ہوتا تھا، جب یہ گزرتا تھا تو کراچی کی سڑکیں بند کر دی جاتی تھیں۔ آج یہ اکیلا پڑا ہے، اس کو کوئی گارڈ آف آنر دینے والا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ وہ ہے جو ہر شئے پر قدرت رکھتا ہے، چاہے بادشاہت دے، چاہے قبر میں لٹا دے الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ اللہ وہ ہے جس نے موت اور حیات کو پیدا کیا۔ میرے شیخ واستاد شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیوں کیا؟ اس میں کیا حکمت ہے؟ پہلے زندگی ملتی ہے پھر موت آتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے موت کو کیوں مقدم کیا؟ تاکہ ہر زندہ انسان موت کو سامنے رکھے۔ جو موت کو سامنے رکھے گا وہ ہدایت یافتہ رہے گا، ترقی یافتہ رہے گا اور اس کی عقل ٹھکانے رہے گی اور اگر موت کو بھول جائے گا تو عقل ٹھکانے نہ رہے گی، لوٹ مار کرے گا، اپنے اقتدار سے دنیا کا فائدہ حاصل کرے گا، دنیا میں فساد برپا کرے گا اور جو انسان موت کو ہر وقت یاد رکھے گا کہ ایک دن مرنا ہے، اللہ کو منہ دکھانا ہے اور اعمال کا جواب دینا ہے وہ پردیس کی رنگینیوں میں پڑ کر اپنی زندگی کو برباد نہیں کرے گا۔ اس کی زندگی بہترین زندگی ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ موت بہترین مقرر اور واعظ ہے۔ اگر کسی کو وعظ سننے کے لیے کوئی مولانا نہ ملے، کوئی وعظ کہنے والا نہ ملے تو وہ موت کو یاد کر لے۔ موت کا دھیان رکھو کہ ایک دن مر جانا ہے۔ اللہ نے یہ زندگی کس لیے دی ہے ؟ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں کون اچھا عمل کرتا ہے اور کون خراب عمل کرتا ہے۔ یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے، عیش کی جگہ نہیں ہے۔ یہاں امتحان کے لیے بھیجا ہے، عیش کے لیے نہیں بھیجا۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس آیت کی تین تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی جن پر قرآن نازل ہوا ہے انہوں نے ہی اس کی تفسیر بھی فرمائی۔

پہلی تفسیر

۱) اَيُّكُمْ اَتَمُّ عَقْلًا وَّفَهْمًا تاکہ اللہ آزمائے کہ کس کی عقل کامل ہے اور کون فاتر العقل ہے، عقل سے محروم ہے، بین الاقوامی بے وقوف ہے، انٹر نیشنل گدھا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دکھانا چاہتا ہے کہ تم میں سے کون عقل والا ہے، کون بے عقل ہے اور عقل کی بین الاقوامی تعریف کیا ہے؟ عقل مند وہ ہے جو انجام بین ہو، انجام پر نظر رکھے کہ مرنے کے بعد کیا ہو گا۔ معلوم ہوا کہ عقل نام ہے انجام بینی کا اور جو انجام بین نہ ہو وہ بے وقوف ہے۔ بے وقوف کے معنیٰ کیا ہیں؟ میں ملاوی میں سفر کر رہا تھا تو وہاں سڑک کے بورڈ پر S لکھ کر اس کو کراس (Cross) کر دیا تھا یعنی کاٹ دیا تھا کہ یہاں ٹھہرنا منع ہے، یہاں وقوف نہ کرو یعنی یہ جگہ ممنوع الوقوف ہے۔ ایک مولانا سے میں نے پوچھا کہ کراس کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے مزاحاً کہا کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ یہاں بے وقوف ہو جاؤ۔

دوسری تفسیر

۲) اَيُّكُمْ اَوْرَعُ عَنْ مَّحَارِمِ اللهِ کون ہے جو اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں سے بچتا ہے۔ اللہ نے جس چیز کو حرام فرمایا اس سے کون لوگ بچنے والے ہیں۔

تیسری تفسیر

۳) اَيُّكُمْ اَسْرَعُ فِيْ طَاعَةِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ[۸] کون ہے جو اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری کو بڑھ کر سر آنکھوں پر رکھ لے کہ اے خدا! ہم کو انٹر نیشنل قانون نہیں چاہیے ہم کو ملکی قانون نہیں چاہیے، ہماری نظر آپ کے حکم پر لگی ہوئی ہے۔ آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے پیدا کیا ہے تو آپ کو حکم دینے کا حق ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتا ہے وہ سرخرو اور باعزت ہو جاتا ہے۔

وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ اللہ تعالیٰ نے عزیز کو مقدم فرمایا ہے۔ عزیز کے معنی ہیں زبردست قوّت والا۔ پھر فرمایا غفور یعنی بخشنے والا۔ معلوم ہوا کہ اگر مغفرت طاقت والی ذات سے مل جائے تو بے شک طاقت والے کی مغفرت قابل قدر، قابل منزلت ہے۔ ایک کمزور اور بیمار آدمی جو چارپائی سے لگا ہوا ہے، کہتا ہے کہ جاؤ تمہیں معاف کیا تو آدمی کہتا ہے کہ اگر تم نے معاف نہ بھی کیا تو ہمارا کیا بگاڑ لوگے؟ اگر جنگل میں جارہے ہو اور کوئی لومڑی کہہ دے کہ جاؤ تمہیں معاف کر دیا تو کہوگے، جاکم بخت لومڑی کہیں کی! کیا کرلے گی تو میرا؟ اوراگر شیر کہہ دے کہ جاؤ ہم نے تمہیں معاف کر دیا تو اس کی کتنی عزت اور قدر ہوگی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ اللہ تعالیٰ قدرت والا ہے، بہت طاقت والا ہے، طاقت والے کی طرف سے مغفرت احسان ہے، انعام ہے، اس کی مغفرت کی قدر کرو۔

اب دعا کرلو اللہ تعالیٰ آپ نے قرآنِ پاک میں فرمایا ہے: اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اللہ جس بندے کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور اپنا بنالیتا ہے تو اے اللہ! ہم سب لوگوں کو پورے مجمع والوں کو اور ہم سب کے گھر والوں کو اپنی طرف کھینچ کر اپنا بنا لیجیے۔ آپ جس کو اپنا بنائیں گے اس کو کون اپنا بنا سکتا ہے، جس کو آپ اپنی طرف کھینچیں گے ساری دنیا مل کر اس کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتی۔ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اللہ تعالیٰ کھینچ لیتا ہے جس کو چاہتا ہے بس اس کے چاہنے کی دیر ہے۔ اللہ تعالیٰ جس وقت چاہے گا تو خود دل میں محسوس

---

۸ روح المعانی:۲۹/۵، الملك(۲)، دار احیاء التراث، بیروت

ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنا بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نظر تو نہیں آتے مگر کھینچے لیے جاتے ہیں نماز کے لیے، روزہ کے لیے، ہر اچھی بات کے لیے۔

نہ میں دیوانہ ہوں اصغرؔ نہ مجھ کو ذوقِ عریانی
کوئی کھینچے لیے جاتا ہے خود جیب و گریباں کو

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت جاذبیت کو قرآنِ پاک میں اس لیے نازل فرمایا کہ میرے بندوں کو میری اس خوبی کا پتا چل جائے اور وہ ہم سے مانگ لیں کہ اے اللہ تعالیٰ! ہم تو آپ کے نہیں بن سکے لیکن آپ اپنا بنانے کا فیصلہ کر لیجیے۔ جب اللہ فیصلہ کر لے گا تو پھر دیکھو کیا ہو گا۔ پھر ہم خود بخود اس کے بن جائیں گے۔ بس اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنے کھینچنے کی صفت ظاہر کر دے، ہم لوگوں پر، ہماری روحوں پر، ہمارے دلوں پر صفتِ جذب کو ظاہر کر دے۔ اے میرے اللہ! اے میرے اللہ! اے میرے اللہ! تو میرا پیدا کرنے والا ہے، تو میرا خالق ہے، تو میرا مالک ہے اپنی رحمت سے، اپنے فضل سے اس صفت کو ہم پر ظاہر کر دے۔ جب تو کھینچے گا تو کوئی اور ہم کو نہیں کھینچ سکتا۔ اللہ جس کو اپنا بنانا چاہے اس کو کوئی اپنا نہیں بنا سکتا۔ بس اللہ تعالیٰ ہم سب کو اور ہمارے گھر والوں کو اپنا بنا لے۔ بس یہی دعا کر لیجیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس صِفت کو جو قرآن پاک میں بیان فرمائی ہم سب پر نازل فرما دیجیے اور ہم سب کو اپنا بنا لیجیے، اپنی طرف کھینچ لیجیے۔ پھر آپ کے کھینچے ہوئے بندے کو کون ظالم ہے جو کھینچے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنا بنا لے، ایمان پر خاتمہ کر دے اور جنّت میں اکٹھا کر دے جیسا کہ ہم لوگ یہاں اکٹھا ہیں۔ اللہ تعالیٰ جذب کر کے اپنی رحمت سے اپنا بنا لے، ایمان پر خاتمہ فرما دے اور جنّت میں اکٹھا کر دے۔ جنّت میں کوئی صوبہ نہیں ہے۔ بس جنّت ہی جنّت ہے۔ ہر جنّتی شخص صرف جنّتی ہے۔ جو جنّت میں جانے والے ہیں ان کا ذوق بھی جنّتی ہوتا ہے یعنی وہ عصبیت ولسانیت سے پاک ہوتے ہیں کیوں کہ جنّت میں اُردو، پشتو، بنگالی کوئی زبان نہیں چلے گی وہاں صرف عربی زبان ہوگی اور جو لوگ عربی پڑھے ہوئے نہیں ہیں ان کو خود بخود عربی آجائے گی، اللہ تعالیٰ سکھا دیں گے، جو اللہ جنّت دے سکتا ہے وہ زبان بھی دے سکتا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ ایمان پر خاتمہ فرما کر جنّت میں پہنچا کر جنّت میں ایسا ہی اکٹھا کر دے جیسے ہم لوگ یہاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اللہ والا بنادے اور ہم کو، ہماری اولاد کو، ہمارے گھر والوں کو، ہمارے رشتہ داروں اور دوستوں کو اور دوستوں کے گھر والوں کو اور دوستوں کے رشتہ داروں کو اللہ والا بنادے۔ سو فیصد اللہ والا بنادے اور نفس و شیطان کی غلامی سے نکال لے اور اپنی غلامی کی زنجیر پہنادے، اپنی غلامی کا شرف اور عزت نصیب فرمادے، اب آخری وقت قریب ہے، بال سفید ہوچکے ہیں، اپنی رحمت سے ہماری آنکھیں کھول دیجیے اور اپنی غلامی میں سو فیصد قبول فرمالیجیے اور اللہ والوں کی غلامی کی دولت بھی نصیب فرمادیجیے، اے اللہ! اپنی رحمت سے اپنا ولی بنالیجیے۔ جب تک آپ اپنا ولی نہ بنائیں، اپنے پاس نہ بلائیے۔ میرے مالک اپنے پاس بلانے سے پہلے اپنا ولی کامل بنا کر ہم کو اُٹھایے۔

آپ لوگوں نے دیکھا کہ میں نے یہ بیان کتنی طاقت اور جوش سے کیا، جوانی کی طاقت سے بھی زیادہ جوش تھا۔ پھر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے اور پھر سے سارے عالم میں بیان کی سعادت نصیب فرمائے۔ اے اللہ تعالیٰ! اپنی رحمت سے اخلاص اور شرفِ قبولیت سے نوازش فرمادیجیے۔ یا اللہ! اپنی رحمت سے ہم میں سے ہر ایک کو اللہ والا بنادیجیے، کسی کو محروم نہیں فرمایئے۔ اے اللہ! اپنے فضل سے ہمیں اپنی محبت اور تقویٰ کی دولت عطا فرمادیجیے اور ہم سب کو ولی اللہ بنادیجیے اور ہمارے گھر والوں کو بھی اور حاضرین کو بھی اور غائبین کو بھی اور ان کے گھر والوں کو بھی اور ان کی قیامت تک آنے والی نسلوں کو دیندار بنادیجیے اور جنّت کے قابل بنادیجیے۔

حُسنِ فانی کا دھوکا

وہ لڑکی یا لڑکا جو آج بہت حسین معلوم ہو رہا ہے کل نانا ابّا بنے گا اور لڑکی نانی امّاں بنے گی۔ تو جب دادا ابّا اور دادی امّاں بن جائیں گی تب ان سے کہو گے کہ ہم تمہارے اوپر عاشق تھے۔ چپل رسید کرے گا اور کرے گی، یہ دنیا فانی ہے، سخت دھوکے باز ہے۔ مبارک ہیں وہ بندے جو اللہ کے فضل سے اس کے جال سے نکل گئے۔ اللہ کا فضل نہ ہو تو کوئی نہیں نکل پاتا۔

انبیاء علیہم السّلام کے بینا ہونے کا راز

کسی نبی کو اللہ نے اندھا نہیں پیدا کیا، سب کو بینا پیدا کیا اور آنکھیں دیں۔ کیوں کہ اگر

نبی بھی نابینا ہو اور صحابی بھی نابینا ہو تو اس کو شرفِ صحابیت کیسے ملتا۔ جب نبی کی نظرِ کرم اس پر پڑے گی تب ہی تو اس کو شرفِ صحابیت ملے گا۔ چناں چہ جتنے بھی انبیاء علیہم السلام آئے ہیں وہ سب کے سب آنکھ والے تھے، بینا تھے، کوئی نبی اندھا نہیں تھا۔

راہِ نجات

جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریقے پر چلے گا وہی نجات پائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہتّر فرقوں کے بارے میں خبر دی ہے کہ اس اُمّت میں بہتّر فرقے ہوں گے، ان میں سے نجات وہی پائے گا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کا پتا کن لوگوں سے ملتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا ایڈریس اللہ والوں سے ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کہاں ملتا ہے؟ اللہ والوں سے ملتا ہے۔ لہٰذا ان کا ایڈریس کسی غیر اللہ والے سے نہ پوچھئے، اللہ والوں سے پوچھئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اَلرَّحۡمٰنُ فَسۡـَٔلۡ بِهٖ خَبِيۡرًا[۹] رحمٰن کی خبر کسی باخبر سے پوچھو۔

سچّے پیر کی علامت

اگر سچّے پیر کا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے تو راہ زن تم کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ اور سچا پیر کون ہے؟ جو متبع سُنّت و شریعت ہو اور جو شریعت پر نہیں چلتا اور سُنّت کی اتباع نہیں کرتا وہ تو پیر نہیں پِیَر ہے۔

شیخ کو مجتہد ہونا چاہیے

اس زمانے میں کوئی زیادہ ذکر کرلے تو پاگل ہو جائے گا۔ لہٰذا طریقِ سلوک میں مجتہد ہونا چاہیے، اجتہاد کرنا چاہیے۔ شیخ دیکھا دیکھی ذکر کی کثرت نہ کرائے بلکہ اس کو یہ بصیرت ہو کہ

۹ الفرقان:۵۹

اس زمانے میں جبکہ قویٰ کمزور ہو گئے کتنا ذکر کرانا چاہیے۔ بس جتنا پیر بتائے اتنا وظیفہ پڑھ لینا کافی ہے۔ اصل چیز تقویٰ ہے۔ پرہیز کے ساتھ چٹنی روٹی بھی فائدہ کرتی ہے اور پرہیز کی بدولت چٹنی روٹی سے بھی آدمی لال ہو جاتا ہے۔ بدپرہیزی کے ساتھ پلاؤ اور قورمہ بھی کھاؤ تو آدمی کمزور وناتواں رہتا ہے۔ اسی طرح اگر آدمی تقویٰ سے، گناہوں سے بچ کر رہے تو تھوڑے سے وظیفہ سے، اللہ کا نام لینے سے قلب نُور سے بھر جاتا ہے اور اللہ کا قربِ خاص جلد عطا ہوتا ہے۔

مجلس میں موجود بعض تبلیغی حضرات کو نصیحت

ارشاد فرمایا کہ دیکھو! میری عمر پچھتّر سال سے زیادہ ہوگئی ہے۔ جو بات کہہ رہا ہوں خوب غور سے سن لو۔ جماعت میں اللہ کے لیے نکلو اور اللہ ہی کے لیے اپنے کو کچھ نہ سمجھو۔ اپنے کو کچھ سمجھنا اور ناز کرنا کہ میں نے اتنے چلّے لگائے یہ اللہ کو پسند نہیں ہے جو بندہ اپنے کو کچھ نہیں سمجھتا وہ اللہ کی نظر میں اچھا ہوتا ہے اور جو اپنے کو بڑا سمجھتا ہے اللہ کے نزدیک ذلیل ہو جاتا ہے۔ سب کچھ کرو اور اپنے کو کچھ نہ سمجھو کمال یہی ہے کہ سب کچھ کرے، خوب نیکیاں کرے لیکن اپنے کو کچھ نہ سمجھے بلکہ سب سے کمتر سمجھے۔ نیکی کرنا تو فرض ہے لیکن خود کو نیک سمجھنا حرام ہے۔ ایک نصیحت ہوگئی! اور دوسری نصیحت یہ ہے کہ ایک مٹھی سے کم داڑھی رکھنا اور ٹخنہ چھپانا حرام ہے۔ تو ٹخنہ کھولے رکھو اور ایک مٹھی داڑھی رکھو تینوں طرف سے اور پھر اس کو تیل لگا کر کنگھی کرلو۔ دو نصیحتیں ہوگئیں۔ تیسری نصیحت ہے آنکھوں کی حفاظت۔ کسی کی شکل کتنی ہی حسین کیوں نہ ہو اس کی طرف ہرگز نہیں دیکھو چاہے وہ کتنا ہی حسین ہو ہرگز مت دیکھو، چاہے لڑکی ہو یا لڑکا ہو۔ کوئی کتنا ہی حسین ہو اللہ کے حکم سے بڑھ کر وہ حسین نہیں ہے۔ اللہ نے فرمایا:

قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ [۱]

اے نبی آپ کہہ دیجیے کہ اے ایمان والو! نظر بچاؤ، کسی حسین کو نہ دیکھو چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔ ٹخنہ کھولنا، داڑھی رکھنا، نظر بچانا تین اعمال ہوگئے، چوتھا عمل ہے دل میں بھی گندے خیالات

[۱] النور: ۳۰

نہ لاؤ۔ جو گناہ ہوچکے ان کا تصوّر بھی نہ کرو۔ خیالات کا خود آنا گناہ نہیں ہے لیکن لانا گناہ ہے، آنے اور لانے کا فرق سمجھ لو! آنا گناہ نہیں ہے لانا گناہ ہے۔ سوچ سوچ کر گناہ کے خیالات دل میں نہ لاؤ کہ فرسٹ ایئر میں ہم نے یہ گناہ کیا۔ فرسٹ ایئر کا زمانہ تو گزر گیا، اب تو ادھیڑ ہوگئے، بڈھے ہوگئے اب کیوں پچھلے گناہوں کو سوچتے ہو۔ بس پچھلے گناہوں کا قصداً خیال مت کرو اور بلا قصد آجائے تو گناہ نہیں ہے آنے کے بعد مشغول ہوجانا گناہ ہے یہی قصداً خیال لانا ہے۔ بس چار نصیحتیں کردیں اور پانچویں نصیحت بھی کردی کہ نیکی کرو، نیکی کرنا فرض ہے اور خود کو نیک سمجھنا حرام ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کتنے بڑے عالم تھے، مجدّد تھے لیکن فرماتے ہیں کہ میں سب مسلمانوں سے کمتر ہوں فی الحال یعنی جتنے بھی مسلمان ہیں چاہے کتنا ہی گناہ گار ہو سب مسلمانوں سے میں کمتر ہوں اور سب جانور اور کافر مجھ سے بہتر ہیں فی المآل یعنی انجام کے اعتبار سے کیوں کہ معلوم نہیں میرا خاتمہ کیسا ہو۔

کون سی تواضع ممنوع ہے

اللہ تعالیٰ کے دین پر حریص رہیے۔ ایسی تواضع کرنا حرام ہے کہ جس سے دین کا کام نہ کرے یعنی یہ سمجھ کر ہم تو کسی قابل نہیں دین کا کام ہی کرنا چھوڑ دے۔ دین کا کام کیجیے، نیکی کیجیے لیکن اپنے کو نیک نہ سمجھیے۔ نیک سمجھنا حرام اور نیکی کرنا فرض ہے۔ اپنے دوستوں میں بھی اس بات کا تذکرہ کردیجیے۔

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سفر نامہ لاہور

از ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ تا ۶؍ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰ تا ۲۸ مارچ ۲۰۰۴ء

حج سے واپسی کے بعد حضرت مُرشدی عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے خلیفہ جناب ڈاکٹر عبدُالمقیم صاحب مہتمم خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور ۲۵ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ کو حضرت والا کی خدمت میں کراچی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لاہور کے لوگ بہت پیاسے ہیں اور بہت شدّت سے حضرت والا کی آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرت والا نے کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ آپ کب واپس ہوں گے؟ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ اگر حضرت لاہور آمد کی خوش خبری سُنادیں تو میں کل ہی واپس چلا جاؤں گا اور وہاں تمام انتظامات مکمل کرلوں گا ویسے میں پہلے ہی تمام انتظامات کرکے آیا ہوں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ شمیم صاحب کو فون کرکے بُلالیں کہ ایک ضروری مشورہ کرنا ہے۔ شمیم صاحب فوراً اپنی دوکان سے آگئے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ لاہور روانگی کے انتظامات کرو۔ یہ طے ہوا کہ لاہور فون کردیا جائے کہ ۲۱؍ مارچ بروز اتوار کو حضرت والا ان شاء اللہ تعالیٰ لاہور پہنچیں گے لیکن اتوار کے دن ٹکٹ ملنا بوجوہ ممکن نہ تھا اس لیے ایک دن پہلے کے ٹکٹ لے لیے گئے۔ ڈاکٹر عبدُالمقیم سے حضرت والا نے فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ ہی لاہور چلیں۔

چناں چہ ۲۸ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مُطابق ۲۰ مارچ ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے کے قریب کراچی ایئرپورٹ سے لاہور کے لیے روانگی ہوئی۔ حضرت والا کے ساتھ پندرہ احباب تھے۔ تقریباً پونے دس بجے لاہور ایئرپورٹ پر آمد ہوئی۔ ایئرپورٹ پر بہت سے خاص احباب جمع تھے۔ جن کے چہرے حضرت والا کی آمد کی خوشی سے کِھل رہے تھے۔ ایئرپورٹ سے روانہ ہوکر تقریباً ساڑھے دس بجے کے قریب حضرت والا خانقاہ پہنچے۔ یہاں بھی بہت سے احباب

جمع تھے ان سے ملاقات کے بعد حضرت والا آرام کے لیے لیٹ گئے۔ دو گھنٹے آرام کے بعد حضرت والا نے ظہر کی نماز جماعت سے حسبِ معمول حافظ ضیاء الرحمٰن صاحب کے ساتھ ادا فرمائی اور اس کے بعد دوپہر کا کھانا تناول فرما کر حسب عادت شریفہ سُنّت قیلولہ ادا کرنے کے لیے تھوڑی دیر آرام فرمایا۔ احقر بھی خانقاہ میں آکر لیٹ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد احقر کو طلب فرمایا اور فرمایا کہ اگر وہاں بے کار پڑے تھے تو یہاں آکر کارآمد ہو جائیے۔ پھر فرمایا کہ لاہور کا سفر نامہ لکھو اور تفصیل سے لکھو اور ماہنامہ الابرار میں بھی دو۔

ہدیہ کا ایک اَدب

تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر شرافت صاحب آگئے، جو صبح ایئرپورٹ پر بھی موجود تھے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ کیا آج آپ نے چھٹی کرلی۔ انہوں نے عرض کیا کہ آج میں جلد آگیا کل اتوار کی چھٹی ہے۔ ان کی دلجوئی کے لیے فرمایا کہ آپ نے جو کپڑا ہدیہ دیا تھا مجھ کو بہت پسند آیا اور میں نے اس کو خوب استعمال کیا لیکن آیندہ اگر ہدیہ دینا ہو تو پہلے اجازت لو کہ میں فلاں چیز ہدیہ دینا چاہتا ہوں۔ ورنہ مثلاً اگر بغیر اجازت کے لنگی یعنی تہبند لے آئے اور سو مرید ہیں اور سب نے ایک ایک لنگی پیش کی تو پیر کو سُپر مارکیٹ جانا پڑے گا اس کو بیچنے کے لیے۔ اس لیے بزرگوں نے یہ تعلیم دی کہ ہدیہ سے پہلے اجازت لے لو۔

اولیاء اللہ کی برکات

تھوڑی دیر کے بعد ڈاکٹر صاحب سے فرمایا کہ یہاں کا موسم تو بہت اچھا ہے، نہ گرمی ہے نہ سردی۔ بہت معتدل ہے، ہمارے ایک ساتھی شفیق میاں نے کہا کہ یہاں آکر طبیعت بہت ہشاش بشاش ہے کیوں کہ یہاں کا موسم بہت اچھا ہے۔ حضرت والا نے مزاحاً فرمایا کہ شفیق میاں یہاں آکر ہشاش النساء بشاش النساء ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ کراچی اور لاہور میں ایک فرق یہ محسوس ہوا کہ کراچی میں دینی ذوق زیادہ ہے، لاہور میں کم ہے، یہاں کمانے کی فکر زیادہ ہے وہاں تقریباً روزانہ تین مجلسیں ہوتی ہیں۔ ہر مجلس میں احباب زیادہ ہوتے ہیں۔ کراچی اور مدینہ شریف ایک ارض البلد پر ہے۔ اگر کراچی سے ایک خط سیدھا کھینچا جائے تو مدینہ شریف تک پہنچتا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت حکیم الامت تھانوی کے کتنے خلیفہ وہاں زمین کے نیچے دفن ہیں۔ میرے شیخ

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری، حضرت مفتی محمد حسن امرتسری، حضرت مفتی شفیع صاحب، سید سلیمان ندوی، مفتی صابر صاحب، حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اس کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے اولیاء اللہ دفن ہیں ان کی برکات ہوتی ہیں۔

اپنی تالیفات وتصنیفات وجملہ دینی خدمات پر ناز نہ کرو

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان کو سمجھنے سے ہم قاصر ہیں، آہ ان کی شان کو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ اَیْ مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ[۱۱]

اے اللہ! آپ کی معرفت کا حق ہم سے ادا نہیں ہو سکتا آپ کی عبادت کا حق ہم سے ادا نہیں ہو سکتا۔ جب اپنی تصنیفات و تالیفات کا خیال آئے کہ تمہارے قلم سے بڑی تصنیف و تالیف ہوگئی تو ان آیات کا مراقبہ کرو۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا[۱۲]

اے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ اگر سات سمندروں کی روشنائی بنادی جائے اور ایسے ہی سات سمندر اور ملا کر سب کی روشنائی بنادیں اور ساری دنیا کے درختوں کے قلم بنادیے جائیں تو بھی اللہ کی صفات اور کلمات کو نہیں لکھ سکتے۔ سمندروں کی روشنائی ختم ہو جائے گی، اللہ کی شان، اللہ کے کلمات اس کی حمد وثنا، اس کی تعریف ختم نہیں ہو سکتی اور ایک دوسری آیت ہے:

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ[۱۳]

یعنی یہ سمندر اور اس کے ساتھ سات سمندر اور ملادیے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھے

۱۱؎ شعب الایمان للبیہقی: ۱/۳۲۴ (۱۶۴)، باب الایمان بالملائکۃ، مکتبۃ الرشد
۱۲؎ الکھف: ۱۰۹
۱۳؎ لقمٰن: ۲۷

جائیں، ان کی خوبیاں لکھی جائیں تو ختم نہیں ہو سکتیں، سمندروں کی روشنائی ختم ہو جائے گی۔ آہ! پھر ہماری تصنیف و تالیف کی کیا حقیقت ہے، اپنی تصنیف و تالیف کو خاطر میں نہ لاؤ، کوئی وقعت نہ دو، بس وہ اپنی رحمت سے قبول فرمالیں تو ہم فقیروں کا کام بن جائے، اگر اس کو وہ ہماری مغفرت کا بہانہ بنالیں تو ہم مغفرت کے محتاج ہیں چاہے اس کو بہانہ بنالیں یا کوئی اور بہانہ بنالیں کہ آپ کی رحمت کے بہانے کو میں سب سے زیادہ قوی سمجھتا ہوں۔ بس اپنی رحمت سے بخش دیں۔

لٰہذا اپنی تالیفات و تصنیفات کو زیادہ اہمیت مت دو۔ اس حیثیت سے کہ اللہ کی عطا ہے اس کو وقعت سے دیکھو مگر اس حیثیت سے کہ میری تحریر ہے، میری تقریر ہے، میری تصنیف ہے، میری تالیف ہے اس کو کوئی اہمیت نہ دو بلکہ معافی مانگو کہ اے اللہ! آپ کی عظمتوں کا حق میری تقریر و تحریر سے، میری کسی دینی خدمت سے ادا نہیں ہو سکا اس لیے مجھے معاف کر دیجیے۔ ہر نیکی ہر دینی خدمت کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کام لے لیا اس کو حقیقت سمجھو، اس لیے شکر کرو اور ایک یہ کہ یہ کام میں نے کیا، یہ مضمون میں نے لکھا یہ قابل معافی، قابلِ استغفار ہے کیوں کہ ان کی عطا کامل اور ہماری محنت ناقص ہے، ناقص کو وہ قبول فرمالیں تو ان کا کرم ہے بس حقیقت یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی کہ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ کہ تم سے جو نیکی ہو جائے جو حَسَنَة تم کو پہنچ جائے وہ ہماری عطا ہے اور مِنْ حَسَنَةٍ میں مِنْ تبعیضیہ ہے کہ یہ حسنة پوری نہیں ہے، پوری عطا نہیں ہے، اس کا بعض ہے، ایک قطرہ ہے لیکن اگر قبول فرمالیں تو دریا سے بہتر ہے اور وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ[۱۴] جو برائی پہنچے وہ تمہارے نفس کی شرارت ہے، جسارت ہے، حرارت ہے، حماقت ہے، نجاست ہے، غلاظت ہے۔

اس کے بعد عصر کی نماز کا وقت ہو گیا۔ مسجد میں عصر کی نماز پڑھ کر بعض نوجوان جو دوسرے شہروں سے آئے تھے انہوں نے ڈاکٹر عبدُ المقیم صاحب کے ذریعے درخواست کی کہ انہیں بیعت کر لیا جائے کیوں کہ بعض کو جلد واپس اپنے شہر جانا تھا۔ ڈاکٹر عبدُ المقیم صاحب کی سفارش پر حضرت والا نے ان کو بیعت فرمالیا۔

---

[۱۴] النساء:۷۹

بعد عصر کے بعض ملفوظات

اللہ تعالیٰ کے نام کا حُسن

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کی تکوینی حفاظت فرمائی۔ جتنے باطل خدا ہوئے کسی نے نہیں کہا کہ میں اللہ ہوں۔ رب کہا، سب دعوے کیے لیکن کسی نے اللہ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ تکوینی حفاظت ہے۔ اللہ کا نام خود دلیل ہے کہ اللہ اللہ ہے۔ اللہ کے نام کو دیکھو۔ اسی سے کیا شان ظاہر ہوتی ہے۔ اللہ کے نام کا رسم الخط ایسا شاندار ہے کہ کوئی رسم الخط ایسا شاندار نہیں۔ نام دیکھنے ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ اللہ کے نام کا جو الف ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کا جھنڈا ہے جیسے بادشاہوں کے محل پر سامنے جھنڈا ہوتا ہے۔ اس کے بعد اللہ کا نام بالکل شاہی تاج کے مشابہ ہے گویا یہ خود تاج ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنی ذات سے شاہ ہے۔

شاہ آں باشد کہ از خود شہ شود
نے ز لشکر نے ز دولت شہ شود

کہ اصلی شاہ وہ ہوتا ہے جو از خود شاہ ہو۔ جو دولت اور لشکر سے بادشاہ بنے وہ شاہ نہیں ہے کیوں کہ جب لشکر اور دولت اس سے ہاتھ کھینچ لیں گے تو اس کی شاہی ختم۔ لہٰذا الف کے بعد اللہ کا نام ہے وہ تاج کی طرح ہے جس سے ظاہر ہے کہ شاہی اس کی ذات ہے، وہ اپنی ذات میں شاہ ہے پھر اس کے اوپر جو تشدید ہے وہ تاج پر تاج ہے جو ظاہر کرتا ہے کہ اللہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور تشدید کے اوپر جو ایک الف ہے کہ الف کو اگر کھینچے جاؤ تو آسمان تک چلا جائے اور کبھی ختم نہ ہو جو ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت لامحدود ہے پس اللہ کا نام بھی عظیمُ الشان ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ بے مثل ہیں ان کا نام بھی بے مثل ہے۔

مجلسِ شیخ میں کلام وخاموشی کے آداب

ایک صاحب جو مجلس میں پہلی بار آئے ان سے پہلے کبھی حضرت والا کی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ ان سے تعارف کے لیے حضرت والا نے کئی سوال فرمائے جس سے معلوم ہوا

کہ کراچی سے آنے والے ایک ساتھی کے وہ دوست ہیں اور ان سے ملنے آئے ہیں، لیکن تمام سوالات کے دوران کراچی والے صاحب خاموش تھے، تو حضرت والا نے فرمایا کہ آپ کو خود بتادینا چاہیے تھا کہ یہ میرے دوست ہیں اور ملنے آئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جہاں بولنا ضروری ہے وہاں خاموشی جرم ہے اور جہاں خاموشی ضروری ہے وہاں بولنا جرم ہے۔

نصیحت کا دِل نشین اور پیارا انداز

ایک صاحب جن سے حضرت والا بہت محبت فرماتے ہیں اور وہ بھی حضرت والا کے بڑے محب ہیں لیکن بہت عرصہ تعلق کے باوجود ابھی تک پوری داڑھی رکھنے کی ہمت نہ ہوئی ان سے حضرت والا نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ بس ایک بات کہتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو، مخلوق سے نہ ڈرو۔ جس بات سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو، جس کام کو اللہ منع کرے وہ ہرگز نہ کرو چاہے ساری مخلوق کہے کہ کرو لیکن تم اللہ سے ڈرو، مخلوق سے ڈر کر وہ کام نہ کرو، مخلوق کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ جیسے جنگل میں شیر کہہ دے کہ دیکھو یہ کام نہ کرنا لیکن ایک ہزار بندر اور ایک ہزار لومڑیاں کہیں کہ خبردار! شیر کی بات مت ماننا، ہماری بات مانو ہم اکثریت میں ہیں چاہے الیکشن کرالو، تو آپ کیا کہیں گے؟ کہ اے لومڑیو اور اے بندرو! بے شک تم اکثریت میں ہو اور شیر اکیلا ہے لیکن وہ اگر صرف ایک دہاڑ لگادے گا تو تمہارا وضو ٹوٹ جائے گا، پاخانہ نکل جائے گا۔ پس اے شیر سے ڈرنے والو! خالق شیر سے ڈرو۔ پس میں کچھ نہیں کہتا کہ کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا لیکن اس میں سب کچھ کہہ دیا، اب خود اس پر عمل کرلو اور یہ جملہ یاد رکھو کہ شیر سے ڈرنے والو! خالق شیر سے ڈرو، اللہ سے ڈرو، مخلوق سے نہ ڈرو۔

۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۱ مارچ ۲۰۰۴ء بروز اتوار

ضعیفوں کے لیے سَلام کا آسان طریقہ

فجر کے بعد حضرت والا خانقاہ کے سامنے کی راہ گزر پر چھڑی کے سہارے سے حافظ ضیاء الرحمٰن صاحب اور مظہر محمود صاحب اور دیگر احباب کے ساتھ چہل قدمی کے لیے تشریف لائے تو بعض حضرات سلام کرتے تھے جن کا حضرت والا نے بار بار جواب دیا اور فرمایا:

میں سلام کرتا ہوں ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ سب نے سلام کا جواب دیا تو حضرت والا نے فرمایا: دیکھیے! ایک ہی سلام میں کام بن گیا ورنہ اگر سب باربار سلام کرنے لگیں تو ہر ایک کا جواب دیتے دیتے میں تھک جاؤں گا۔ ایک ہی السلام علیکم میں سب کو سلام ہو گیا یہ کُم بہت بڑا سمندر ہے اس میں لاکھوں بلکہ بے شمار افراد شامل ہو سکتے ہیں لاکھوں افراد ہوں لیکن ایک السلام علیکم سے سب کو سلام ہو جائے گا۔

مراقبۂ عبدیت

پھر فرمایا کہ ایک نصیحت کرتا ہوں اور بہت مختصر۔ اتنا سوچتے رہو کہ میں مالک کا بندہ ہوں، مالک کے پاس سے آیا ہوں اور مالک کے پاس ہی واپس جانا ہے اور اپنے اعمال کا حساب دینا ہے۔ روح ان کے پاس ہی سے آئی ہے۔ ہمارا وجود دراصل روح سے ہے اس لیے مرنے کے بعد جسم بے کار ہو جاتا ہے۔ مردہ جسم کو بریانی پلاؤ کھلاؤ تو کھا سکتا ہے؟ اور اگر دس جوتے مارو تو کوئی تکلیف محسوس نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ جسم کچھ نہیں ہے۔ اصل میں جان ہے۔ اس لیے جو اللہ والے ہیں وہ جب نماز پڑھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ میری جان سجدہ کر رہی ہے، میری جان رکوع میں ہے، میری جان اللہ کے سامنے کھڑی ہے وہ جسم کو نہیں دیکھتے، جسم سے نظر ہٹا لیتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ اگر روح نہ ہوتی تو ہم سجدہ کرتے، رکوع کرتے، قیام کرتے؟ مردہ کھڑا ہو سکتا ہے، مردہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کو سجدہ کر سکتا ہے؟ اس لیے سمجھ لو کہ اصل میں ہم روح ہیں، مولانا رومی نے فرمایا کہ ؂

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم
جسم بگذارم سراسر جاں شوم

وہ وقت آگیا یعنی موت کا وقت کہ میں جسم کے لباس کو اتار رہا ہوں، جسم کو جان سے الگ کر رہا ہوں۔ مرنے کے بعد جسم کچھ نہیں کر سکتا، ایک سجدہ نہیں کر سکتا، ایک رکوع نہیں کر سکتا اس لیے مرنے سے پہلے جسم سے خوب کام لے لو اور ہر وقت یاد رکھو کہ ہم کسی کے بندے ہیں، اسی کے پاس سے آئے ہیں اور اسی کے پاس جانا ہے اور اس کو حساب دینا ہے تو ایسی زندگی کبھی گمراہ نہیں ہو گی۔

دعامیں نصیحت کا انوکھا انداز

ارشاد فرمایا کہ بیماری بھی اللہ کی رحمت ہے۔ رحمت نہ ہوتی تو بیمار کی دعا پر فرشتے کیوں آمین کہتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بیمار دعا مانگتا ہے تو فرشتے آمین کہتے ہیں یعنی ایک پاک مخلوق جو گناہ نہیں کرتی وہ گناہ گار کی دعا پر آمین کہہ رہی ہے۔ اللہ نے بیمار کو یہ معمولی عزّت دی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے بیماروں اور ضعیفوں کو کتنی بڑی عزّت دی ہے کہ ان کی دعاؤں پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ آج کل میں جو دعا مانگتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امیدِ قبولیت رکھتا ہوں اور جو دعا بھی کرتا ہوں اتنی جلد قبول ہوتی ہے کہ کچھ نہ پوچھئے، میری ہر دعا قبول ہو رہی ہے، یہ فرشتوں کی آمین کی برکت ہے، میرا کمال نہیں۔ (ایک صاحب کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ) ابھی میں نے اپنے لیے اور ان کے لیے اور سب کے لیے دعا کر دی کہ اللہ مجھ کو اور آپ کو اور ہم سب کو مع اہل وعیال اور مع خاندان دونوں جہاں میں خوش رکھے، فرشتوں کی آمین کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہو جائے گی۔ اسی میں یہ نصیحت پوشیدہ ہے کہ عمل کرو۔ عمل کے لیے نہیں کہتا، نصیحت سے لوگ ڈر جاتے ہیں اس لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہم کو اور آپ کو دونوں جہاں میں خوشیاں دکھائے اور ہر رنج و غم سے دونوں جہاں میں بچائے اور یہ جب ہی ہوگا جب بندہ عمل کرے گا یعنی اللہ کو خوش رکھے گا اور گناہوں سے ناراض نہیں کرے گا۔ یہ سب سے بہترین دعا ہے اور اس میں نصیحت بھی ہے کہ عمل بھی کرو۔ اگر خوش رہنا ہے تو اللہ تعالیٰ کو خوش رکھو اور گناہوں سے ناراض نہ کرو لیکن عنوان دعا کا ہے کہ آدمی خوش ہو جاتا ہے کہ مجھے بہت اچھی دعا مل گئی۔

شیخ کی مجلس کا ایک اَدب

اس کے بعد حضرت مرشدی دام ظلہم العالی خانقاہ کے برآمدہ میں کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت کے ایک اجازت یافتہ عالم جو ایک دوسرے شہر سے آئے تھے۔ مجلس کے دوران بار بار بول رہے تھے۔ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ شیخ کی مجلس کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ وہاں خاموش رہو۔ اپنا علم، اپنے حوالے، اپنی یادداشت، اپنی باتیں کچھ پیش مت کرو ورنہ جیسے آئے تھے ویسے ہی رہ جاؤ گے۔ شیخ کے پاس بے زبان بن کے رہو تو شیخ کی زباں بن جاؤ گے۔ چھوٹا

بچّہ بولتا نہیں، اپنے ماں باپ کی سُنتا ہے۔ سنتے سنتے پھر ماں باپ کی طرح بولنے لگتا ہے۔ اگر ماں باپ عرب ہیں تو عربی بولنے لگتا ہے، ماں باپ انگریز ہیں تو انگریزی بولنے لگتا ہے، ماں باپ پنجابی ہیں تو پنجابی بولنے لگتا ہے۔ بس خاموش رہ کر سیکھتا ہے۔ جو سنتا ہے وہی بولتا ہے جو سنتا نہیں اس کو بولنا بھی نہیں آتا۔ اس لیے جو بچّہ بہرا ہوتا ہے وہ گونگا بھی ہوتا ہے۔ شیخ کی مجلس کا ادب یہ ہے کہ اس کے سامنے مت بولو۔ حضرت حکیم الامت تھانوی کی خدمت میں کیسے بڑے بڑے عالم رہتے تھے مگر سب خاموش رہتے تھے۔ معلوم ہوتا کہ عدالت ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانی، مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب، مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری، علامہ سید سلیمان ندوی مگر مجال نہیں تھی کہ کوئی بولے، حالاں کہ ان کے پاس بولنے کا سامان یعنی علم تھا لیکن سامان کے باوجود اَدب کی وجہ سے اپنے کو مٹادیا تھا۔ اسی سے فیض ہوا ہے ورنہ اگر مجلس میں سب لوگ بولنے لگیں تو شیخ کی مجلس نہ رہے گی مچھلی بازار ہوجائے گی۔

کمالِ انسانیت کیا ہے؟

ارشاد فرمایا کہ ایک کمرے میں دو آدمی رہتے تھے، ان میں سے ایک شہد کی بوتل لایا تھا۔ کچھ دن کے بعد دیکھا کہ شہد ختم ہوگیا تو آپس میں لڑنے لگے کہ تم نے بغیر اجازت میرا شہد کیوں کھایا؟ اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میں نے نہیں کھایا، تم کیوں بدگمانی کرتے ہو۔ دوسرے نے کہا کہ تم جھوٹی قسم کھاتے ہو۔ ایک دن دونوں کے سامنے ایک چوہا آیا اور انہوں نے دیکھا کہ چوہے نے اپنی دم شہد کی بوتل میں ڈالی پھر نکال کر دم کو چاٹا تب دونوں نے کہا کہ چوہا تو بڑا سیانا ہے معلوم ہوا کہ پیٹ پالنا کوئی کمال نہیں ہے چوہا بھی پیٹ پال لیتا ہے، انسان کا پیٹ میں روٹی ڈال لینا کون سی کمال کی بات ہے۔ انسان کا کمال اللہ تعالیٰ کی بندگی و فرماں برداری ہے، کمالِ بندگی کمال انسانیت ہے۔ رزق کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے لیا ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا[۱۵]

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ہر جاندار کی روزی کا ذمہ لیا ہے۔ چڑیاں صبح کو بھوکی پیاسی اپنے گھونسلوں سے نکلتی ہیں اور شام کو پیٹ بھر کے آتی ہیں ان کو کون کھلاتا

۱۵ھود:٦

ہے، ان کے لیے کیا کوئی دفتر کھلا ہوا ہے کہ آؤ یہاں تمہاری روزی رکھی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ رزّاق ہے وہی رزق دیتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کو ایک بار شوق ہوا کہ میں ساری مخلوق کی دعوت کروں اور اعلان کردیا کہ آج ساری مخلوق کی دعوت ہے، ہزاروں دیگ پکوائیں۔ سمندر سے ایک مچھلی نکلی اور سب کھاگئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کھانا میں نے ساری مخلوق کے لیے پکوایا تھا وہ اللہ کی ایک ہی مخلوق اتنی بڑی نکلی کہ سب کھاگئی۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی رب العَالمین ہے، اللہ ہی اپنی مخلوق کو روزی دے سکتا ہے، اللہ ہی پالنے والا ہے، اس کے سوا کوئی پالنے والا نہیں۔

ہو جاتی ہے مے تیز غریب الوطنی میں

ارشاد فرمایا کہ وطن میں شیخ کی صحبت میں رہنے کا اتنا موقع کہاں ملتا ہے اسی لیے حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ کبھی شیخ کے ساتھ سفر کرو، رات دن پیر کے سامنے رہو گے، بہت فائدہ ہوگا۔ پیر بھی بے وطن، مرید بھی بے وطن دونوں اللہ کے لیے بے وطن ہوئے، اللہ کو رحم آجاتا ہے اور فیض بڑھا دیتا ہے۔ میرا شعر ہے

مانا کہ بہت کیف ہے حُبّ الوطنی میں
ہو جاتی ہے مے تیز غریب الوطنی میں

مانا کہ وطن میں بہت کیف اور مزہ ہے، آدمی اپنے وطن میں مزہ میں رہتا ہے لیکن اللہ کی محبت کی شراب بے وطنی میں اور بھی زیادہ تیز ہو جاتی ہے، اللہ کی محبت کا مزہ بے وطنی میں اور بڑھ جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر حریص ہونا عبادت ہے

اتنے میں کسی نے اطلاع دی کہ حضرت والا کے لیے چائے تیار ہے۔ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی نعمت بھیج دے تو اس میں مشغول ہو جانا بھی عبادت ہے جیسے اب چائے بھیج دی تو چائے پینا بھی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کے سامنے مُنہ بنائے نہ بیٹھے رہو، لالچ دکھاؤ، اللہ تعالیٰ اپنی نعمت پر حرص اور لالچ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔

مجلس ۱۱ بجے صبح درخانقاہ امدادیہ اشرفیہ بالمقابل چڑیا گھر لاہور

مورخہ ۲۹ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۱ مارچ ۲۰۰۴ء بروز اتوار

ارشاد فرمایا کہ عشق چاہے لڑکی سے ہو یا لڑکے سے یہ عشق مجازی فریب اور دھوکا ہے، وہی لڑکا جب نانا ابّا اور دادا ابّا ہو گیا تو اب اس سے عشق کرو گے؟ مُنہ پر جوتا مارے گا اگر کہو گے کہ بچپن میں ہم تم پر عاشق تھے۔ اس لیے مجازی عشق سے توبہ کرلو، اس بے غیرتی، بے شرمی اور کمینہ پن سے باز آجاؤ۔ ایسے ہی لڑکی ایک دن نانی امّاں اور دادی امّاں ہو جائے گی تو دادی امّاں سے کہو گے کہ ہم تم سے آنکھ لڑاتے تھے؟ تمہارے اوپر عاشق تھے؟ کتنا بے غیرت، بے حیا اور کمینہ انسان ہے جو عشق مجاز میں مبتلا ہوتا ہے۔ اللہ کے لیے توبہ کرلو کہ اب اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کریں گے، دنیا کے حسینوں کو ٹھکرا دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کے غضب کو نہیں خریدیں گے، ان حسینوں کے لیے اللہ کو ناراض نہیں کریں گے۔ یہ حسین کیا حسین ہیں، لڑکا بڈھا ہو گیا، لڑکی بڈھی ہو گئی تو وہ حُسن کہاں گیا، حسین بڈھا ہو گا، حسینہ بڈھی ہو گی، تب کہاں جاؤ گے، تب کس سے دل بہلاؤ گے۔ اللہ سے دل لگاؤ جو ہمیشہ تروتازہ اور شگفتہ ہے، غیر اللہ سے دل لگانا انتہائی حماقت اور گدھا پن ہے مثلاً سالی چھوٹی عمر کی ہے، اس سے پردہ نہیں کیا، اللہ کے قانون کو توڑا، اب وہ بیوی سے زیادہ پسند آگئی۔ اب اس کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے ہیں اور اس کے بعد جب وہ دو چار بچوں کی ماں ہو گئی، حُسن جھڑ گیا تو اب اس کو دیکھو گے؟ ایسے ہی لڑکا ابّا بنے گا کہ نہیں؟ باپ بن کر چار بچوں کو لے کر جب آئے گا تو پھر کہاں جاؤ گے؟ سب بے وقوف ہیں، احمق ہیں، گدھے ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر غیر اللہ پر مرتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نظر کو حرام فرمایا کیوں کہ نظر سے انسان پاگل ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ ہمارے بندے پاگل ہو جائیں، بے عقل ہو جائیں، گدھے ہو جائیں، اسی لیے یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ[۱۶] کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اگر آنکھوں کی حفاظت ہو تو تمہاری عقل خراب نہیں ہو گی۔ جب نظر کی حفاظت ہو گی، تب حسینوں کا گو موت نظر آئے گا اور میرا یہ شعر فائدہ مند ہو گا کہ ؎

۱۶؎ النور: ۳۰

آگے سے موت پیچھے سے گو
اے میر جلدی سے کر آخ تھو

یہ خانقاہی باتیں اسی وقت مفید ہیں جب آنکھ بچاؤ گے اگر آنکھ نہیں بچاؤ گے تو عقل اڑ جائے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عورتیں آدھی عقل کی ہیں مگر پوری عقل والوں کی عقل اُڑا دیتی ہیں۔ مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَ دِيْنٍ اَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَا كُنَّ...الخ [۱۷] اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو دیکھنا حرام فرمایا، جس نے آنکھ میں روشنی دی ہے وہی حکم دے رہا ہے کہ یہ حرام فعل نہ کرو ورنہ تم پاگل ہو جاؤ گے، دماغ خراب ہو جائے گا، کُتّے پن پر اتر آؤ گے، ایسے ایسے کام کرو گے کہ انسانیت کا جنازہ دفن کر دو گے۔ اس لیے نظر بچاؤ، نظر بچاؤ، نظر بچاؤ۔ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب لیا نہ دیا صرف دیکھ لیا۔ اگر دیا نہیں تو دیکھنے سے میانی کیوں خراب ہو جاتی ہے؟ بس عقل کو غائب مت ہونے دو، اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تمہاری عقل سلامت رہے، تم باغیرت اور باایمان رہو، اگر نظر بازی میں نقصان نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو حرام نہ فرماتے مگر نظر بازی کو حرام فرمانے میں اللہ تعالیٰ کا انتہائی پیار اور انتہائی محبت ہے تاکہ میرے بندوں کی عقل غائب نہ ہو کیوں کہ عقل غائب کرنے والی چیزیں سب حرام ہیں۔ شراب اسی لیے حرام ہے کہ اس سے عقل غائب ہو جاتی ہے اسی طرح نامحرم عورتوں اور لڑکوں کو دیکھنے سے بھی عقل خراب ہو جاتی ہے۔ اور آدمی گدھے اور کُتے جیسے فعل کرتا ہے کہ آدمی سُن کر حیران ہو جائے۔

اللہ والا جہاں بھی رہتا ہے اللہ والا رہتا ہے۔ اللہ والا جہاز پر بیٹھتا ہے تو نظر کی حفاظت رکھتا ہے، ایئر ہوسٹس آتی ہے، چائے لاتی ہے، چائے وہ بھی پی لیتے ہیں، لیکن اس سے بات نہیں کرتے۔ اللہ والوں کا دل بادشاہ ہوتا ہے، جہاز پر جاتے ہیں تو بادشاہوں کی طرح، اُترتے ہیں تو بادشاہوں کی طرح، ان کا دل ان حسینوں سے مستغنی ہوتا ہے کیوں کہ خالقِ حُسن ان کے دل میں ہوتا ہے اور جو نظر بازی کرتے ہیں خصوصاً اگر وہ داڑھی والا ہو تو اس کو یہ عورتیں اور زیادہ حقیر سمجھتی ہیں کہ سب تو دیکھتے ہیں یہ داڑھی والا بھی شیطان ہے جو دیکھتا جا رہا ہے۔ کان پور میں ایک مولوی صاحب کسی گلی سے گزر رہے تھے کہ نظر خراب کرلی تو میں نے اپنے کانوں

[۱۷] صحیح البخاری: ۱۹۷/۱ (۱۴۶۹) باب الزکاۃ علی الرقاب، المکتبۃ المظھریۃ

سے سُنا کہ ایک عورت نے دوسری سے کہا کہ اَری بہن! ایک ملّا تجھے دیکھتا جارہا تھا۔ کیوں اپنے کو ذلیل کرتے ہو، اللہ کی نافرمانی کرکے مخلوق میں بھی ذلیل ہوتے ہو۔ عزت بھی گئی اور ملا بھی کچھ نہیں۔ کراچی سے بیٹھا اور لاہور تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا اور اس کے بعد جب جہاز اترا تو ایئر ہوسٹس نے اپنا بیگ اُٹھایا اور کمر مٹکاتی ہوئی چلی گئی، دل میں ہنستی ہوئی کہ میں نے کیسا بے وقوف بنایا۔ اس وقت اس بدنظری کرنے والے کی حالت عجیب ہوتی ہے منہ بھی پھیلا رہ جاتا ہے۔ اپنی بے وقوفی، گدھے پن پر شرم آنی چاہیے۔ اَرے ان کو کیا دل دیتے ہو جو تمہارے دل کو غم دیتے ہیں اور اس غم کا مداوا نہیں کرسکتے۔ اگر بیوی ہے تو اس کو دیکھو حلال ہے مگر حلال کو بھی زیادہ حلال نہ کرو، اعتدال رکھو اور اگر بیوی نہیں ہے تو صبر کرو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اَلَیْسَ اللہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ[18] کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟ اللہ اپنے بندے کے لیے تنہا کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

مجلس بعد از مغرب در خانقاہ لاہور

شام کی مجلس خانقاہ کے برآمدہ میں ہوئی۔ حضرت والا کے حکم پر حضرت والا کے پوتے جناب مولانا حافظ ابراہیم صاحب نے بیان فرمایا، بہت عمدہ اور درد انگیز بیان تھا۔ ان کے بیان سے حضرت والا بہت خوش ہوئے اور آخر میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مولانا ابراہیم کے علم اور عمل میں برکت نصیب فرمائے اور اپنی خاص مدد فرمائے اور عُجب اور کبر اور تعریف کے شر سے پناہ میں رکھے۔ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے راستہ پر چلنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے اور اے اللہ! بڑے گناہ ہوں یا چھوٹے گناہ سب گناہوں سے بچنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمادیجیے ہم سے راضی ہوجائیے اور اپنی رحمت سے ہمارے ہر گناہ کو معاف فرمادیجیے، ہر قصور کو معاف کردیجیے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

رات کا کھانا تناول فرماکر حضرت والا چہل قدمی کے لیے اپنے کمرے سے خانقاہ میں

---

[18] الزمر: ۳۶

تشریف لائے اور ٹہلنے کے بعد کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور مولانا ارشاد صاحب سے اشعار سُنانے کے لیے فرمایا۔ بعد میں نصیحت فرمائی جس کے دوران فرمایا کہ اس زمانے میں بڑھے حُسن سے بھی بچو۔ کیوں کہ میں کہتا ہوں ؎

حُسن کے ترسے ہوئے اور عشق کے مارے ہوئے
مست ہو جاتے ہیں آثارِ قدیمہ دیکھ کر

یہ میرا ہی شعر ہے۔ لہٰذا بڑھی عورت کو بھی مت دیکھو، اس سے بھی احتیاط کرو۔ اگر بچّہ بھی حسین ہے تو اس کو بھی مت دیکھو بعض لوگ چھوٹے حسین بچوں کو پیار کر لیتے ہیں لیکن اس میں نفس شامل ہوتا ہے اور داڑھی آنے پر بھی احتیاط کرو کیوں کہ بعض داڑھی والے بھی خطرناک ہوتے ہیں یعنی کشش رکھتے ہیں۔ نفس سے ہوشیار رہو، اپنے نفس سے بدگمان رہو۔

مجلس ۱۱ بجے دن مورخہ ۳۰ محرم الحرام ۱۴۲۵؁ھ مطابق ۲۲ مارچ ۲۰۰۴؁ء

دریادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ نزد چڑیا گھر شاہراہِ قائد اعظم۔ لاہور

حضرت والا کے خانقاہ میں تشریف لانے سے حضرت والا کے وعظ کا کوئی پرانا کیسٹ لگا دیا جاتا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ اس سے اتنا زبردست فائدہ ہو رہا ہے جیسا حضرت والا کی زبانِ مبارک سے براہ راست سُننے سے ہوتا ہے۔ آج حضرت والا بوجہ ضعف مجلس میں تشریف نہیں لائے۔

حضرت والا کے حکم پر حضرت والا کا پلنگ خانقاہ کے دروازے کے قریب کر دیا گیا۔ اس کے بعد ایک شاعر صاحب نے اپنی حمد و نعت سنائی جس سے حضرت والا اور جملہ سامعین بہت محظوظ ہوئے۔

مجلس کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب احقر کو طلب فرمایا۔ حضرت والا چوں کہ مجلس میں تشریف نہیں لائے تھے۔ احقر نے حاضر ہو کر حضرت والا کا مزاج مبارک پوچھا۔ فرمایا کہ الحمد للہ! بالکل ٹھیک ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ جائیے، صبح سے دیکھا نہیں تھا اس لیے دیکھنے کے لیے بلایا تھا۔ یہ سن کر احقر کی چیخ نکل گئی کہ مجھ جیسے نالائق پر یہ کرم! آہ ایسا کرم ایسی

شفقت و محبت روئے زمین پر کہیں نہیں دیکھی۔ آہ ہم نالائقوں کو محبت کرنا بھی حضرت والا ہی سکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت والا کے سایۂ کرم کو صحتِ کاملہ وعافیتِ کاملہ کے ساتھ ایک سو بیس سال تک دراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

عصر کے بعد مجلس کا وقت مقرر نہیں کیا گیا لیکن حضرت والا باہر تشریف لائے اور بر آمدہ میں تشریف فرما ہوئے۔ احباب جمع ہو گئے تھے وہ بھی خانقاہ کے بر آمدہ میں اور میدان میں شامیانہ کے نیچے بیٹھ گئے مفتی ارشاد صاحب کو حضرت والا نے حکم دیا کہ اپنے اشعار سنائیں۔ اسی اثنا میں حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی دامت برکاتہم تشریف لائے ان کو دیکھ کر حضرت والا بہت خوش ہوئے اور معانقہ فرمایا۔ مفتی ارشاد صاحب نے اشعار سُنائے۔ ان کے بعد طالب علم ابراہیم کشمیری سے احقر کے اشعار پڑھنے کے لیے فرمایا۔ اشعار سننے کے بعد مولانا نے فرمایا کہ مغرب کے بعد مجھے بخاری شریف کا درس دینا ہے اس لیے اجازت چاہتا ہوں۔ حضرت والا نے ان سے معانقہ فرمایا اور روتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ کا احسان ہے کہ آپ تشریف لائے۔

مغرب کی نماز کے بعد حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب خویش حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ وصدر مجلس صیانۃ المسلمین پاکستان تشریف لائے اور مصافحہ ومعانقہ کے بعد حضرت والا سے فرمایا کہ حضرت آپ کی تشریف آوری سے پہلے ہی میں نے خواب دیکھا تھا کہ آپ لاہور تشریف لائے ہیں جب ڈاکٹر عبدُالمقیم صاحب نے آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دی تو میں نے ان سے کہا کہ آپ کی اطلاع سے پہلے ہی خواب میں دیکھ چکا ہوں کہ حضرت لاہور تشریف لائے ہیں۔

مجلس بعد نماز مغرب

حضرت والا کے حکم پر آج بھی حضرت والا کے پوتے جناب مولانا ابراہیم صاحب کا بیان تجویز تھا۔ مولانا کے بیان سے پہلے حضرت والا نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مضامین نافعہ ان کے دل میں ڈال دیں اور ان کو بیان کرنے کی سعادت نصیب فرمائیں اور عجب وکبر اور نام ونمود سے محفوظ رکھیں اور میرے لیے ان کی تقریر صدقۂ جاریہ بنادیں۔ اس کے بعد مولانا کا بہت

درد انگیز اور عاشقانہ بیان ہوا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت والا بیان فرما رہے ہیں، مولانا کا اندازِ تخاطب بھی حضرت والا سے مشابہ ہے اور مضامین بھی حضرت والا کے ہوتے ہیں۔

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

عشاء کے قریب مولانا کا بیان ختم ہوا۔ اس کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ولی اللہ بنانے والے چار اعمال پیش کرتا ہوں، چار عمل کرلو تو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے ولی بن کر دنیا سے جاؤ گے۔

۱)۔ ایک مٹھی داڑھی رکھنا

نمبر ۱۔ ایک مٹھی داڑھی رکھ لو۔ قرآن شریف میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کی داڑھی پکڑی، بتاؤ داڑھی پکڑ میں اسی وقت آسکتی ہے جب ایک مٹھی ہو۔ معلوم ہوا کہ نبی کے چہرے پر ایک مٹھی داڑھی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی داڑھی رکھی بس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد کافی ہے۔ سِکھوں کو دیکھو جو اپنے گرونانک کی محبت میں داڑھی رکھتے ہیں حالاں کہ کافر ہیں تو پھر ہمیں اپنے پیارے اور سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی محبت کرنی چاہیے لہٰذا ایک مٹھی داڑھی رکھ لو، ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔

۲)۔ ٹخنہ سے اوپر پاجامہ رکھنا

نمبر ۲۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاجامہ ٹخنہ سے اونچا رکھنا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ [۱۹] ٹخنہ کا جو حصّہ ازار یعنی پاجامہ، لنگی وغیرہ سے چھپے گا، جہنم میں جلے گا۔

۳)۔ نظروں کی حفاظت کرنا

نمبر ۳۔ اور تیسرا حکم ہے آنکھوں کی حفاظت کرنا۔ کسی کی ماں، بہن، بیٹی کو مت دیکھو کیوں کہ تمہاری ماں بیٹی کو کوئی دیکھے تو تم ناپسند کرتے ہو اور غصہ کرتے ہو کہ میری ماں کو کیوں

[۱۹] صحیح البخاری: ۸۶۱/۲ (۵۸۰۶)، باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار، المکتبۃ المظھریۃ

دیکھا، میری بہن کو کیوں بُری نظر سے دیکھا، میری بیٹی کو کیوں بُری نظر سے دیکھا تو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کرو یعنی دوسروں کی ماں بہن بیٹی کو مت دیکھو۔

۴)۔دل کی حفاظت کرنا

نمبر ۴۔ اور چوتھا حکم دل کی حفاظت ہے، دل میں بھی نافرمانی کے گندے خیالات نہ پکاؤ، کسی لڑکی یا لڑکے کو دیکھ لیا پھر دل میں گندے خیالات پکا رہے ہیں کہ یہ مل جاتی یا مل جاتا تو میں اس کے ساتھ یوں توں کرتا، ایسے خیالات پکانا سب حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی خیانت اور دل کی خیانت سے خوب باخبر ہے ؎

چوریاں آنکھوں کی اور سینوں کے راز
جانتا ہے سب کو تُو اے بے نیاز

بس یہ چار عمل کرلو ان شاء اللہ اللہ کے ولی بن کر مرو گے۔ یہ میرا پچھتّر سال کا تجربہ ہے کہ جو ان چار باتوں پر عمل کرلے گا اس کو پورے دین پر چلنا آسان ہوجائے گا اور قیامت کے دن ولی بن کر اولیاء کے ساتھ عزت سے رہو گے۔ اس کے بعد حضرت والا برآمدہ سے اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے اور مولانا وکیل احمد شیروانی صاحب سے فرمایا کہ نماز کے بعد کھانا تناول فرماکے جائیے گا اور ڈاکٹر عبدُالمقیم صاحب سے فرمایا کہ کھانے کے بعد گاڑی کا انتظام کریں اور دو آدمی مولانا کے ساتھ جائیں۔ ڈاکٹر عبدُالمقیم صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میں خود جاؤں گا اور شمیم صاحب کو بھی ساتھ لے جاؤں گا۔

۲ صفر المظفر ۱۴۲۵؁ھ مُطابق ۲۴ مارچ ۲۰۰۴؁ء بروز بدھ

عصر کی نماز کے بعد کچھ حضرات حضرت والا کے حجرہ میں جمع ہوگئے۔ کل جو ایک نئے صاحب مجلس میں آئے تھے آج خانقاہی ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں آدمی اللہ والا معلوم ہوتا ہے اور ان سے دریافت فرمایا کہ آپ کو یہ ٹوپی کس نے دی؟ عرض کیا کہ ان کے دوست نے جو کراچی سے آئے ہوئے ہیں۔ حضرت والا کے ایک مجاز نے مزاحاً عرض کیا کہ حضرت وہ صاحب ٹوپیاں اڑاتے رہتے ہیں، حضرت والا نے تنبیہاً فرمایا کہ

ٹوپیاں کوئی پتنگ ہیں جو اڑاتے رہتے ہیں بولنے کا طریقہ سیکھو۔ مزاح میں کثرت نہ ہو، آٹے میں نمک کی طرح قلیل ہو جیسے کھانا ہضم کرنے کے لیے چورن کھاتے ہیں لیکن اگر کوئی چورن ہی سے پیٹ بھر لے تو دست لگ جائیں گے۔ زیادہ ہنسنے سے چہرے کا نور اور رعب جاتا رہتا ہے، لوگ اس کی عزّت نہیں کرتے۔ ان صاحب نے عرض کیا کہ سخت غلطی ہوگئی، معافی چاہتا ہوں۔ حضرت والا نے اپنے خاص اندازِ کریمانہ سے فرمایا کہ معاف کر دیا۔

مغرب کے بعد مجلس کے لیے حضرت مرشدی دام ظلہم العالی اپنے حجرہ سے خانقاہ کے برآمدہ میں تشریف لائے اور انتہائی فنائیت کے لہجہ میں فرمایا کہ کل ایک شاعر صاحب نے اپنے نیک گمان کی بدولت میری تعریف میں کچھ اشعار پیش کیے تھے۔ آج میں اس فعل سے آپ سب لوگوں کے سامنے توبہ کرتا ہوں کہ آیندہ سے جن اشعار میں میری تعریف ہوگی تو میں ان کو اپنے سامنے نہیں پڑھنے دوں گا اور یہ بات تائب صاحب اور اثر صاحب کو بھی بتانی ہے۔ منہ کے سامنے تعریف کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ ڈاکٹر عبدُ المقیم صاحب سے میں نے کہہ دیا ہے کہ میری طرف سے وہ گزارش کر دیں گے کہ آیندہ ایسے اشعار میرے سامنے نہ پڑھیں اگر چاہیں تو غائبانہ پڑھ سکتے ہیں مگر میرے سامنے نہ پڑھیں، میں کل کے فعل سے توبہ کرتا ہوں۔ کل ہی مجھے روک دینا چاہیے تھا مگر اس وقت ان کا لحاظ کر گیا لیکن ہمارے بزرگوں کا یہی طریقہ ہے کہ اپنے سامنے اپنی تعریف مت سُنو، کوئی منہ پر تعریف کرے تو اس کو روک دو۔ اگرچہ محدثین کے نزدیک اس میں توجیہات بھی ہیں مگر میں توجیہات کو رد کرتا ہوں کیوں کہ توجیہات کرنا بڑے لوگوں کا کام ہے، بڑے لوگ مستثنٰی ہیں لیکن ہم جیسے چھوٹے اور حقیر آدمی کو توجیہ کرنا زیب نہیں دیتا، میں اپنے لیے اس کو مضر سمجھتا ہوں۔ مسئلہ نہیں بتاتا مگر اپنے لیے اس کو مضر سمجھتا ہوں کہ میرے سامنے میری تعریف کی جائے۔

جامع عرض کرتا ہے کہ یہ حضرت والا کا کمالِ فنائیت اور کمال تواضع ہے آہ جن کو بڑے بڑے علماء وفقہاو محدثین اپنا بڑا سمجھتے ہیں اور احقر کے کانوں نے ان حضرات کی زبان سے بارہا سنا ہے کہ اسوقت روئے زمین پر حضرت والا جیسا صاحب نسبت ہماری نظر میں کوئی دوسرا نہیں ہے ۔وہ اپنے کو کس قدر حقیر سمجھتے ہیں یہی حضرت والا کا کمال اور حضرت والا کی بڑائی کی دلیل ہے ۔احقر کے بعض پیر بھائیوں نے فرمایا کہ ہم نے بارہا حضرت والا سے اس حدیث کی تشریح وتوجیہ

سنی ہے کہ منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت کے کیا معنی ہیں اور کن لوگوں کے لیے ممانعت اور کن لوگوں کے لیے جواز ہے لیکن آج حضرت والا نے کیوں مطلقاً منع فرمایا؟ تو احقر نے عرض کیا کہ دراصل ہم کو تباہی سے بچانے کے لیے حضرت والا نے منع فرمایا ہے کہ کہیں ہم لوگ شیخ کی نقل نہ کرنے لگیں اور شیخ کا مقام ہم کو حاصل نہیں کہ وہ تو ساری کائنات سے اپنے کو کمتر سمجھتے ہیں اور مدح وذم ان کے لیے برابر ہے پس تعریف سننے کی نقل کر کے ہم عجب و کبر میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائیں گے۔ احقر کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب فیروز میمن صاحب نے درمیان میں فرمایا کہ میں نے حضرت والا سے یہی سوال کیا تھا تو حضرت والا نے بالکل یہی جواب ارشاد فرمایا کہ اپنے متعلقین کو بھی تو تباہی سے بچانا ہے کہ کہیں وہ اس کی نقل نہ کرنے لگیں اور تعریف کو برداشت نہ کر سکیں گے اور عجب و کبر میں مبتلا ہو کر برباد ہو جائیں گے۔ اگر اندیشہ ہو کہ میرے چھوٹے یعنی احباب خراب ہو جائیں گے تو مقتدا کو ایسے جائز کام کو بھی چھوڑ دینا چاہیے۔

تعلیمِ ادب

اس کے بعد حضرت والا کے پوتے جناب حافظ قاری مولانا ابراہیم صاحب کا بیان شروع ہوا۔ بیان کے دوران مولانا نے فرمایا کہ دادا نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں تو حضرت والا نے فوراً تنبیہ فرمائی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہو تو میرے ساتھ ارشاد لگانا خلافِ اَدب ہے بس یوں کہو کہ دادا نے مجھے یوں بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ سبحان اللہ! ادب کی ان باریک باتوں کا خیال رکھنا حضرت والا کی خاص شان ہے جس کی طرف عوام تو کیا بعض خواص کی بھی نظر نہیں جاتی۔ حضرت والا فرماتے ہیں کہ طریق عشق سراپا ادب ہے اور یہ مصرع اکثر پڑھتے ہیں:

طُرُقُ الْعِشْقِ کُلُّھَا اَدَبٌ

۳ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۵ مارچ ۲۰۰۴ء بروز جمعرات ۱۱ بجے صبح

ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جن کے ساتھ میں سترہ سال رہا ہوں، میرے شیخ شہر سے دور جنگل میں رہتے

تھے، حضرت کے گھر کے علاوہ آس پاس کوئی گھر نہیں تھا، حضرت اسی جنگل میں نعرۂ ھُومارتے تھے کہ یاربّی مُعاف فرمادیجیے، زور سے آواز آتی تھی جس سے مسجد ہل جاتی تھی "یاربّی مُعاف فرمادیجیے" یہ نعرہ تھا حضرت کا، چوبیس گھنٹے وقتاً فوقتاً یہی نعرہ تھا، آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا یاربّی مُعاف فرمادیجیے۔ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ شیخ کی محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی اللہ کی محبت ملے گی اور فرمایا کہ شیخ کی محبت تمام مقامات کی کُنجی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے قرب کے جتنے مقامات ہیں سب کی کنجی شیخ کی محبت ہے۔ میں نے حضرت کو لکھا تھا کہ مجھے آپ کی محبت بے حد معلوم ہوتی ہے تو اس پر حضرت نے لکھا کہ شیخ کی محبت اللہ کے قرب کے سارے مقامات کی کنجی ہے۔ جس کے دل میں شیخ کی محبت کما حقہٗ نہ ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگے، اللہ سے روئے کہ اے اللہ! مجھے میرے شیخ کی محبت جیسی ہونی چاہیے ویسی دے دیجیے کیوں کہ بقدرِ محبتِ شیخ اللہ کی محبت عطا ہوتی ہے، عادۃ اللہ یہی ہے کہ جس کو اپنے شیخ ومربی سے جس قدر تعلق، جس قدر حسنِ ظن، جس قدر محبت ہوتی ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کی محبت و تعلق عطا ہوتا ہے۔ یوں تو تمام اولیاء اللہ کی محبت ہر شخص پر لازم ہے چاہے اس کو مناسبت نہ ہو مگر اس کے بارے میں زبان نہ کھولے، ہر ولی اللہ کو محبت کی نظر سے، عزت کی نظر سے دیکھے اگرچہ اس سے مزاج نہ ملتا ہو لیکن ہر ولی اللہ کی محبت ضروری ہے جیسے ہر نبی کی محبت ضروری ہے، ہر نبی پر ایمان لانا ضروری ہے، اگر ایک نبی کا بھی انکار کرے گا تو کافر ہوجائے گا اگرچہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں لیکن سارے انبیاء کی محبت، جملہ انبیاء پر ایمان لانا ہمارے ذمہ فرض ہے اسی طرح تمام اولیاء اللہ سے محبت رکھنا ضروری ہے لیکن اصلاح اس سے کرائیں جس سے مناسبت ہو، جس کی طرف دل کھنچے، جس کی ہر بات دل میں اُتر جائے۔ جتنی مناسبت، جتنی محبت شیخ کی ہوگی اتنا ہی نفع ہوگا اس لیے شیخ کی محبت کو اللہ سے مانگو۔ کیا چیز ہے جو اللہ سے نہ ملے۔ بندہ تو فقیر ہے يَآأَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ[۲۰] اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب کے سب فقیر ہو، چاہے بادشاہ ہو، چاہے فقیر ہو چاہے امیر ہو سب محتاج ہو، فقیر ہو لیکن کس کے؟ اللہ کے محتاج ہو، کسی بندہ کے محتاج نہیں ہو۔

---

[۲۰] فاطر: ۱۵

نہ بندہ ہو کسی بندہ کے بس میں
تڑپ کر رہ گئی بُلبل قفس میں

اللہ تعالیٰ محتاجِ مخلوق نہ فرمائے بس اپنا محتاج رکھے۔ پس شیخ کی محبت مطلوب ہے اسی لیے اس کو کنجی فرمایا جو اللہ کے راستے کے تمام مقامات کے تالے کھول دیتی ہے اور ایسے مرید کو وہ مقام نصیب ہوتا ہے جو دوسروں کو کثرتِ عبادت، کثرتِ تلاوت، کثرتِ روزہ اور کثرتِ نوافل سے بھی نہیں ہو سکتا، ساری عمر کی عبادتوں سے بھی اس مقام پر نہیں پہنچ سکتا جو مقام اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندہ کی محبت سے عطا کرتے ہیں کیوں کہ شیخ کی محبت سے اللہ کی محبت مل جاتی ہے اور جب اللہ کی محبت مل گئی تو سب کچھ مل گیا۔ وہ جب تلاوت کرے گا تو محبت سے کرے گا، نماز پڑھے گا تو محبت سے پڑھے گا، سجدہ میں جائے گا تو محبت سے سجدہ کرے گا اور محبت سے کہے گا سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہ پاک ہے میرا رب جو بہت اعلیٰ ہے۔

اور اس کی دلیل کیا ہے کہ شیخ کی محبت سے اللہ تعالیٰ مل جاتے ہیں۔ مولوی بلا دلیل خاموش نہیں رہتا، کہتا ہے کہ مجھ کو تو دلیل چاہیے مگر اپنے ابّا کو ماں کے کہنے پر بلا دلیل مان لیتا ہے، ماں کہتی ہے کہ یہ تمہارے ابّو ہیں تو یہ بھی اس کو ابّو کہنے لگتا ہے، ابّا ہونے کی کیا اسکے پاس کوئی دلیل ہے؟ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو کہا کہ یہ ہے تمہارا رب ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمۡ [۲۱] تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ایمان نہیں لاتے، ماں پر ایمان لائے ہو جبکہ وہ جھوٹ بول سکتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹ نہیں بول سکتے کیوں کہ معصوم ہیں، نبی معصوم ہوتا ہے عصمت کے معنی ہی یہ ہیں کہ نبی غلط کام نہیں کر سکتا، مجبورِ محبت ہر نبی ہوتا ہے، مجبور شریعت ہر نبی ہوتا ہے، ماں کے کہنے پر ابّا کو ماننے والو وہاں شُبہ کیوں نہیں کرتے کہ معلوم نہیں یہ میرا باپ ہے یا نہیں جبکہ ماں کا قول جھوٹا بھی ہو سکتا ہے کیوں کہ ماں معصوم نہیں ہے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کو اللہ کہا وہی ہمارا اللہ ہے۔ ایک اللہ والے شاعر کا شعر پیش کرتا ہوں جو حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجازِ صحبت تھے وہ فرماتے ہیں ؎

۲۱؎ الانعام:۱۰۲

سوا اس کے ہر بات بے راہ ہے
محمدؐ کا اللہ اللہ ہے

لہٰذا شیخ کی محبت کو نعمتِ عظمیٰ سمجھو جو کنجی ہے اللہ کے قرب کے تمام مقامات کی۔ اگر کنجی گھسی پٹی ہوگی تو تالہ نہیں کھلے گا، کنجی جتنی عمدہ ہوگی اس کے دندانے جتنے اعلیٰ ہوں گے تالہ اتنی ہی جلد کھل جائے گا۔ اسی طرح شیخ کی محبت اگر کم ہے تو اللہ کے قرب کے تالے بھی کم کھلیں گے اور شیخ کی محبت جتنی زیادہ ہوگی تو سارے مقامات کے تالے جلد کھل جائیں گے۔ اب مولانا لوگوں کے لیے دلیل بھی پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ۔ **وَحَسُنَ أُولَٰٓئِكَ رَفِيقًا**[۲۲] جملہ خبریہ سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ اللہ والے بڑے اچھے رفیق ہیں۔ پس جو ان کو اپنا رفیق بنائے گا، وہ کیسے محروم رہے گا، جن کے حُسنِ رفاقت کی خبر خود اللہ تعالیٰ دے رہے ہیں ان کو رفیق بنانے والا محروم نہیں رہ سکتا۔

نواب قیصر صاحب دامت برکاتہم جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں اس مجلس میں موجود تھا جب حضرت خواجہ صاحب نے حضرت حکیم الامت سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے یعنی ہمارے دل میں اللہ کی محبت اتنی آجائے جس سے کہ تمام شریعت پر عمل ہو جائے، ہماری داڑھی ایک مشت ہو جائے، ٹخنوں سے پاجامہ اونچا ہو جائے، نظر کی حفاظت نصیب ہو جائے اور دل کی حفاظت بھی نصیب ہو جائے یعنی اللہ کی عظمت دل میں بیٹھ جائے اور مخلوق نگاہوں سے گر جائے اور جو بڑا اور طاقتور ہوتا ہے عقل مند اسی کی بات مانتے ہیں۔ شیر جنگل میں اکیلا ہوتا ہے اور بندر اور لومڑیاں ہزاروں ہوتی ہیں اگر بندر کہیں کہ ہم ہزاروں ہیں اس لیے ہماری بات چلنی چاہیے لہٰذا الیکشن کرالو، تو شیر کہے گا کہ لاکھ الیکشن کراؤ لیکن جب میں دہاڑ ماروں گا تو تمہارے پاخانے نکل جائیں گے، تم میں ووٹ دینے کی طاقت ہی نہیں ہوگی، تم سب کے سب مر جاؤ گے تو جب شیر میں یہ طاقت ہے تو خالقِ شیر میں کیا طاقت ہوگی۔ لہٰذا عقل سے بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی میں فائدہ ہے لیکن اطاعت کیوں نہیں ہوتی؟ اس کی وجہ محبت کی کمی ہے تو اسی کو خواجہ صاحب نے حضرت حکیم الامت

۲۲؎ النسآء: ۶۹

تھانوی سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ جنہوں نے اپنے دل میں اللہ کی محبت حاصل کرلی ہے ان کے جوتوں میں پڑ جاؤ یعنی اپنے نفس کو مٹا دو، یہ مت سوچو کہ میں عالم ہوں، میں فلاں ہوں شیخ کے سامنے اپنی قابلیت بھول جاؤ۔ اللہ سارے عالم میں تمہارا ڈنکا پٹوا دے گا مگر اس نیّت سے نہ مٹاؤ کہ سارے عالم میں ڈنکا پٹ جائے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ جو اپنے کو مٹائے اللہ کے لئے رَفَعَهُ اللّٰهُ [۲۳] اس کو اللہ بلندی عطا فرمائے گا اور یہ مٹا رہا ہے اپنا ڈنکا پٹوانے کے لیے یہ تو دنیا کے لیے اپنے کو مٹا رہا ہے، یہ مٹانا اللہ کے لیے کہاں ہوا۔ اللہ کے لیے اپنے کو مٹاؤ کہ شیخ سے مجھے اللہ مل جانے کی امید ہے۔

پیش مرد کاملے پامال شو

اس لیے اس شیخ کامل کے سامنے اپنے کو مٹا دو، جو وہ کہے اس پر عمل کرو بشرطیکہ وہ اللہ والا شریعت و سُنّت کا پابند ہے، خدا کا خوف رکھتا ہے، ایسا پیر نہ ہو جو اپنی مریدنیوں سے کہے کہ پیر سے کیا پردہ، ہمارے سامنے بے پردہ بیٹھو اگر تم پردہ کروگی تو ہم تم کو قیامت کے دن کیسے پہچانیں گے، تمہاری شفاعت کیسے کریں گے؟ ایسا پیر، پیر نہیں ملعون اور مردود ہے۔ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو معصوم تھے انہوں نے تو عورتوں سے پردہ کیا ہے، یہ کیا رسول سے بڑھ گیا جو عورتوں سے پردہ نہیں کرتا۔ سمجھ لو کہ ایسا شخص شیطان ہے، مردود ہے، اس سے دور بھاگو۔

مجلس کے اختتام پر ارشاد فرمایا کہ پھر یہی کہتا ہوں کہ ان صورتوں سے دل نہ لگاؤ۔ آج جس صورت پر جان و مال فدا کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن یہ دیکھو کہ ان کا انجام کیا ہے جس لڑکی پر آج جان دے رہے ہو جب وہ چار بچوں کی نانی ہو جائے گی تو پھر بگٹٹ بھاگو گے۔ اب وہ عاشقی کہاں گئی۔ معلوم ہوا کہ بد فعلی کے لیے، اپنے نفس کی خواہش پورا کرنے کے لیے اس سے محبت کرتے تھے۔ اسی طرح لڑکا دادا، نانا بن کر جب آئے گا تو اس سے عشق لڑاؤ گے؟ اگر اس کے عاشق تھے تو شکل بگڑ جانے کے بعد کیوں بھاگ جاتے ہو۔ میں کہتا ہوں اتنا بڑا گدھا بے وقوف، چکر باز اور فراڈیا کوئی انسان نہیں جو عشق مجاز میں مبتلا ہوتا ہے۔ اچھا اگر وہ لڑکا جس کے ساتھ تم نے منہ کالا کیا وہ لڑکا ولی اللہ ہو گیا اور سجدہ میں رو رہا ہے، لوگ اس سے

۲۳؎ مشکوٰۃ المصابیح: ۴۳۴، باب الغضب والکبر، المکتبۃ القدیمیۃ

دعائیں کراتے ہیں لیکن تم کس منہ سے اس کے سامنے جاؤ گے بلکہ کتنا ڈرو گے کہ یہ اللہ کا پیارا تھا میں نے بچپن میں اس کی عزت لوٹی اب کس قدر اللہ کا غضب مجھ پر نازل ہو گا۔ لہٰذا ایسی کمینہ حرکت ہی کیوں کرے جس کے بعد پچھتانا پڑے۔

میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں تھی پھر بھی یہ تھوڑی سی باتیں کی ہیں، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور ان کو ذریعہ بنالیں اپنی طرف بلانے کا۔

ہم بلاتے تو ہیں ان کو مگر اے رب کریم
ان پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب پہ ہدایت کے دروازے کھول دے۔ اللہ تعالیٰ کا رحم اور فضل ہم سب پر ہو جائے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

مجلس بعد مغرب در بر آمدہ خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ لاہور

آج بھی مغرب کے بعد مولانا ابراہیم صاحب کا بیان ہوا، عظیم الشان بیان تھا، حضرت والا مجلس میں تشریف فرما تھے اور مولانا کے بیان سے بہت خوش ہوئے اس کے بعد عشاء کی اذان ہوگئی اور حضرت والا اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے۔ مولانا ابراہیم صاحب اور دوسرے خاص احباب بھی کمرہ میں آگئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ[۲۴]

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ نصیحت کیجیے نصیحت ایمان والوں کو مفید ہے۔ سامعین بھی مومن ہیں ان کو بھی فائدہ پہنچا اور نصیحت کرنے والا بھی تو مومن ہے اس کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ نصیحت سے اس کی بھی ترقی ہوتی ہے۔ میرے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اختر میاں! جب میں نے بیان کرنا شروع کیا تو مجھے اتنا نفع ہوا کہ گویا اللہ کو دیکھ رہا ہوں، بیان کرنے والے کا ایمان بھی بڑھ جاتا ہے۔

[۲۴] الذّٰریٰت: ۵۵

اس کے بعد مولانا ابراہیم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میں اپنے شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات نوٹ کر کے مجلس میں سنایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کے قلم میں عجیب تاثیر ہے،بہت فائدہ ہوتا ہے تو میرے شیخ نے میری طرف انگلی سے اشارہ کر کے فرمایا کہ خبردار! اپنا کمال نہ سمجھنا، یہ اُستاد کا فیض ہوتا ہے۔ لہٰذا اپنی تقریر کو اُستاد کا فیض سمجھو، ڈاکٹر عبدُالمقیم صاحب نے عرض کیا کہ اپنے دادا کا فیض سمجھو۔ حضرت والا نے فرمایا کہ دادا ان کا اُستاد بھی ہے اور مزاحاً فرمایا مگر دادا گیری کی عادت نہیں ہے۔ واقعی اپنا کوئی کمال نہیں ہے۔ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ ہر نیکی اللہ کی عطا ہے، نیکی کو اپنی طرف منسوب کرنا خطا ہے، نیکی کو اپنی طرف منسوب کرنے والا خطاکار ہو جائے گا اور کیا عجب کہ اس خطا کے سبب اللہ اپنی عطا کردہ نعمت سلب کرلے لہٰذا اپنی نعمتِ تقریر کو برقرار رکھنا چاہتے ہو تو اس کو اللہ کی عطا سمجھو اور اس پر شکر کرو اور وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ اور جو خطا تم سے ہو جائے اس کو اپنے نفس کی خباثت، شرارت، جسارت اور حرارت سمجھو۔

مجلس مورخہ ۵/ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۷ مارچ ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ بوقت ۱۱ بجے صبح درہال خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

آج اس سفر کی صبح کی مجلس کا آخری دن تھا کیوں کہ کل ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت والا کی کراچی واپسی ہے اس لیے آج مجمع معمول سے بھی زیادہ تھا۔ حضرت والا خانقاہ تشریف لائے اور خلاف معمول وعظ کے لیے خطبہ مسنونہ پڑھا تو لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ارشاد فرمایا کہ اللہ والوں کے ساتھ رہنے سے، اللہ والوں کے پاس آنے جانے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جذب کرلیتا ہے، بندہ اللہ کا ہو جاتا ہے۔ کیوں؟ وجہ کیا ہے، اس کا کیا راز ہے؟ بہت باریک راز ہے، کھلا ہوا راز نہیں ہے کہ ہر شخص جان لے اور وہ یہ ہے کہ اللہ والوں کے دل میں اللہ ہے یعنی اللہ ان کے دل میں تجلّی فرماتا ہے اور اللہ خالق مقناطیس ہے، خالق میگنٹ ہے تو جب وہ اللہ کو رکھتے ہیں تو ان کے دل میں قوتِ مقناطیسی، قوتِ جذب، قوتِ کشش یعنی کھینچنے کی طاقت ہوتی ہے تو جو ان سے ملتا ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ کا جذب، اللہ تعالیٰ کی

کشش کھینچ لیتی ہے۔ یہ تو بخاری شریف کی حدیث ہے کہ **هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ**[۲۵] کہ یہ اللہ والے ایسے پیارے ہم نشین ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا محروم اور بد قسمت نہیں رہتا۔ اللہ والوں کے پاس بیٹھنا سعادت سے خالی نہیں، چاہے کسی غرض سے آیا ہو یعنی اس میں غیر مخلص بھی شامل ہیں کیوں کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جو لوگ اللہ والوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان سب کو بخش دیا تو ایک فرشتے نے کہا کہ یا اللہ فلاں بندہ تو مخلص نہیں تھا وہ تو تماشا دیکھنے آیا تھا کہ مولوی لوگ کیوں یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ،وہ تو اپنے کسی کام سے آ گیا تھا، آپ کے لیے نہیں آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ **هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ** میرے دوستوں میں یہ خاصیت ہے کہ جو ان کے پاس بیٹھتا ہے محروم نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا میں نے اس کو بھی بخش دیا۔

اس لیے اہل اللہ کی صحبت دین کی جڑ ہے، جس کو دیندار بننا ہو، اللہ والوں کے پاس رہنا شروع کر دے۔ کچھ دن کے بعد خود ہی اصلاح ہو جائے گی، گناہوں سے نفرت ہونے لگے گی جیسے کسی کمرہ میں اندھیرا ہے تو وہاں کُتّے بلّی گو، سانپ، بچھو کچھ نظر نہیں آتے لیکن جب کسی نے دیا سلائی جلا دی تو پھر ہر آدمی نے دیکھ لیا کہ ارے بھائی! یہاں تو بچھو ہے، سانپ ہے، کچھ کُتّے اور گدھے بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسی طرح اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے دل میں روشنی آتی ہے اس لیے قدرتی طور پر گناہوں سے نفرت ہونے لگتی ہے اور گناہ چھوڑنے نہیں پڑتے خود بخود چھوٹ جاتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ والوں کے پاس جائیں گے تو ہمیں گناہ چھوڑنے پڑیں گے اور ہمیں گناہ کی عادت ہے اس لیے اللہ والوں کے پاس جاتے ہی نہیں لیکن ہمارے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ اللہ والوں کے پاس جانے سے گناہ چھوڑنا نہیں پڑتے خود بخود چھوٹ جاتے ہیں۔ کیسے؟ فرمایا کہ ایک آدمی نے کہیں سے بیس ہزار روپے رشوت لی اور خوش ہوتا ہوا جا رہا ہے کہ اس روپیہ سے اپنی فلاں فلاں ضرورت پوری کروں گا۔ اتنے میں اچانک موٹر سائیکل پر اس کا دوست آیا اور کہا تمہارے پیچھے پولیس تمہیں گرفتار کرنے آ رہی ہے، رشوت کے نوٹوں پر ڈی آئی جی کے دستخط ہیں تو وہ کیا کرے گا؟ ان نوٹوں کو فوراً کسی گٹر میں پھینک دے گا۔ اب اس سے کوئی پوچھے کہ اس

۲۵؎ صحیح البخاری: ۹۴۸/۲ (۶۴۴۳) باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، المکتبۃ المظہریۃ

روپے کو تمہیں چھوڑنا پڑا یا خود بخود چھوٹ گئے اور یہ کہ چھوڑ کر غم ہوا یا خوشی ہوئی کہ یا اللہ تیرا شکر ہے ورنہ جیل کی ہوا کھانی پڑتی۔ اسی طرح اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے ایمان ویقین اتنا قوی ہو جاتا ہے کہ گناہ چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے کہ یا اللہ جہنم کے راستے سے تو نے بچالیا اور اس کو جنّت کی ہوا اور جنّت کی خوشبو دنیا ہی میں ملنے لگتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جو خاص بندہ ہوتا ہے، گناہ چھوڑ دیتا ہے، تقویٰ اختیار کرتا ہے اس کے دل میں اتنا سکون، اتنا چین رہتا ہے کہ گویا جنّت یہیں آگئی اور جنّت کیسے آگئی؟ کیوں کہ خالقِ جنّت آگیا، جنّت کیا چیز ہے، اللہ کے مقابلے میں جنّت کی کیا حیثیت ہے جب دل میں اللہ آگیا یعنی اپنی تجلیاتِ خاصہ سے متجلّی ہو گیا تو اللہ والوں اور اللہ والوں کے غلاموں کو دنیا ہی میں جنّت کی خوشبو آنے لگتی ہے۔ اللہ والوں کے غلاموں کو اس لیے کہتا ہوں کہ اختر بھی شامل ہو جائے کیوں کہ سارا عالم شاہد ہے کہ اختر نے اللہ والوں کی غلامی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے تین سال تک یعنی ۱۵ سے لے کر ۱۸ سال کی عمر تک الٰہ آباد میں حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا، اس کے بعد سترہ سال اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہا۔ اس کے بعد اب چالیس سال سے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے زیر سایہ ہوں اور ان کے ناز اُٹھانے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ پورے ساٹھ سال یعنی نصف صدی سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے پیاروں کی صحبت نصیب فرمائی، اتنی لمبی صحبت شاید ہی کسی نے پائی ہو، اس حقیر بندہ پر یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ دنیا ہی میں جس کو جنّت کا مزہ لینا ہو وہ اللہ والوں کی صحبت سے اللہ والا بن جائے اور گناہوں کو چھوڑ دے اور جس کو دنیا ہی میں دوزخ کا عذاب چکھنا ہو تو وہی گناہ گار زندگی گزارے۔ گناہوں میں دوزخ کے عذاب کی خاصیت ہے جو شخص گناہوں سے منہ کالا کرتا ہے اس کی دوزخ یہیں سے شروع ہو جاتی ہے اور جو تقویٰ سے رہتا ہے تو خالق جنّت اس کے دل میں آگیا اس لیے اس کی جنّت یہیں سے شروع ہو جاتی ہے۔ اللہ کے لیے رحم کر لو اپنی جانوں پر، اللہ کے لیے رحم کر لو اپنی جانوں پر، اللہ کے لیے رحم کر لو اپنی جانوں پر۔ گناہوں سے منہ کالا مت کرو، گناہ کبھی تم کو سکون نہیں دے سکتے۔ اللہ کی حکومت میں اللہ کی نافرمانی کر کے کیسے چین سے رہ سکتے ہو، کسی ملک کا بادشاہ ناراض ہو جائے تو بتاؤ اس

کے ملک میں چین مل سکتا ہے؟ مگر یہاں تو جرم کر کے ملک چھوڑ کر دوسرے ملک میں چلے جاتے ہیں اور اس ملک کے بادشاہ کی گرفت سے نکل جاتے ہیں، مثلاً پاکستان میں قتل کیا اور لندن جا کر بیٹھ گئے اور حکومت عاجز ہوگئی اور خوشامد کرتی ہے کہ مجرم کو ہمیں دے دو اور دوسری حکومت انکار کر دیتی ہے کہ تمہارا مجرم ہماری امان میں ہے، ہم نہیں دیتے تو حکومت عاجز ہو جاتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کوئی عاجز نہیں کر سکتا، جہاں بھی جاؤ گے خدا کی حکومت ہوگی، سات سمندر پار جاؤ گے تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ کی حکومت ہے، جس ملک میں جاؤ گے ہر زمین کے اوپر اور ہر آسمان کے نیچے اللہ ہی کی حکومت ہے۔ لہٰذا اگر چین سے رہنا ہے تو گناہوں کو چھوڑ دو اور ہر جگہ آرام سے رہو۔ حدیث پاک میں ہے مَنِ اتَّقَى اللهَ عَزَّوَجَلَّ سَارَ اٰمِنًا فِيْ بِلَادِهٖ[۲۶] جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ جہاں جاتا ہے امن اور چین سے رہتا ہے۔

مجلس بعد عصر در برآمدہ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

اگرچہ عصر کے بعد مجلس کا وقت نہیں ہے لیکن چوں کہ کل حضرت والا کی کراچی واپسی ہے اس لیے کافی لوگ جمع ہوگئے تھے حضرت والا ازراہ شفقت خانقاہ کے برآمدہ میں تشریف لائے۔

عاشقِ مجاز کا انجام

ارشاد فرمایا کہ پھولپور میں ایک پاگل ہندو ایک شعر پڑھتا تھا کہ ؎

ہم جانتے تو تم کو کبھی پیار نہ کرتے

معلوم کرنے پر پتا چلا کہ اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی وہ مرگئی تو یہ پاگل ہو گیا اور اب یہ شعر پڑھتا پھرتا ہے کہ اگر ہم جانتے کہ تو مر جائے گی تو تجھ کو کبھی پیار نہ کرتے لیکن اگر یہ اللہ والا مومن ہوتا تو کہتا ؎

اے بما باقی کہ چوں تو پاک نیست

---

[۲۶] جامع الاحادیث للسیوطی:۲۱/۴۲۳(۲۵۶۱۱)، حرف المیم/الفردوس بمأثور الخطاب:۳/۵۶۲(۵۷۶۳)، باب المیم، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

اے اللہ! آپ ہمیشہ رہنے والے ہیں، آپ جیسا کوئی پاک نہیں ہے آپ ہمارے ساتھ ہیں تو پھر کیا غم ہے۔ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔

اہلِ تقویٰ کون ہیں

اس کے بعد ثروت صاحب نے اثرؔ صاحب کی نظم روحانی بیوٹی پارلر پڑھی جس کا مطلع تھا ؎

اہلِ تقویٰ کی صُورت بنا لیجیے

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اہلِ تقویٰ کون ہیں؟ متقی کے معنیٰ ہیں اللہ کا دوست۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ [۲۷] میرا کوئی ولی، کوئی دوست نہیں ہے مگر جو بندے اللہ سے ڈرتے ہیں اور ڈر کے معنیٰ کیا ہیں، اتنا ڈر مطلوب ہے کہ جس سے آدمی گناہ سے بچ جائے، صورت اور سیرت اللہ والی بنالے، جس نے گال بنایا ہے اس کا حکم مان لو ورنہ یہ گال قبر میں گل سڑ کے برابر ہو جائے گا۔ اگر گال پر داڑھی کی کھیتی نہیں لگائی تو اللہ سے کتنا شرمندہ ہو گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا مُنہ دکھاؤ گے۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہیے یا نہیں؟ اور شفاعت لینے کے لیے آپ کو خوش کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ کیا ناراض کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مل سکتی ہے؟ اللہ کے نبی اس سے خوش ہوتے ہیں جو اپنا ظاہر و باطن سُنّت کے مُطابق بنالے۔

کافر کے ساتھ بد فعلی کے حرام ہونے کی وجہ

دورانِ گفتگو ارشاد فرمایا کہ اگر صاحبِ اولاد ہو تو سوچو کہ اگر تمہاری اولاد کے ساتھ کوئی بد فعلی کرے تو تمہیں کیسا معلوم ہو گا، باپ کو کتنا غم اور غصہ ہو گا۔ کافر کے ساتھ بھی بد فعلی جائز نہیں کیوں کہ کافر بھی آدم علیہ السّلام کی اولاد ہیں، پیغمبر زادے ہیں اگرچہ نافرمان ہیں، کافر ہیں لیکن اللہ کے بندے ہیں۔ نافرمان اولاد کے ساتھ بھی اگر کوئی بد فعلی کرے تو بھی باپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ حضرت آدم علیہ السّلام گریبان پکڑلیں گے کہ اے کم بخت مردود! میری اولاد کے ساتھ کیوں بد فعلی کی۔ بتاؤ کیا جواب دو گے۔

[۲۷] الانفال: ۳۴

وضع صالحین کی اہمیّت

پی آئی اے کے ایک افسر جو حضرت والا سے بیعت ہیں اور ماشاء اللہ پوری شرعی داڑھی رکھتے ہیں اپنے ایک دوست کے ساتھ مجلس میں حاضر ہوئے لیکن دونوں کے سر پر ٹوپی نہیں تھی۔ حضرت والا نے پوچھا کہ ٹوپی کہاں ہے تو جیب میں تلاش کرنے لگے۔ فرمایا کہ ٹوپی سر پر رکھنے کے لیے ہے یا جیب میں رکھنے کے لیے ہے؟ ٹوپی سر کا تاج ہے، سر پر رکھیے۔ کوئی مجبوری ہو، ملازمت خطرہ میں ہو کہ ٹوپی پہن کر جاؤ گے تو نکال دے گا تو بھائی ڈر کے مارے ملازمت بحال رکھنے کے لیے نہ پہنو لیکن جیسے ہی ڈیوٹی سے فارغ ہو جاؤ تو فوراً اسلامی لباس میں آجاؤ، اللہ کے نیک بندے جس طرح رہتے ہیں ان کی نقل کرو، نیک بندوں کی شکل بنانا بھی عبادت ہے۔ حدیث شریف میں ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ [٢٨] جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا ان ہی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ یہاں سب نیک بندے بیٹھے ہیں دیکھو سب کے سر پر ٹوپی ہے، ان کی مشابہت اختیار کرو۔ یہاں ننگے سر آنا کمال نہیں ہے ٹوپی پہن کر آؤ۔

بڑی مونچھیں رکھنے پر وعید

مجلس میں ایک صاحب کی مونچھیں بڑی بڑی تھیں ان کی اصلاح کے لیے خطاب عام سے فرمایا کہ حدیث شریف میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، مَنْ طَوَّلَ شَارِبَهٗ لَمْ يَنَلْ شَفَاعَتِيْ [٢٩] جو بڑی بڑی مونچھیں رکھے گا اس کو میری شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار ہیں اس لیے لمبی لمبی مونچھیں نہ رکھو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے مونچھوں کو کٹاؤ داڑھی کو بڑھاؤ ایک مٹھی رکھو، تینوں طرف سے ایک مٹھی سے کم نہ ہو اور ایک مٹھی سے جو زائد ہو جائے اس کو کاٹ دو لیکن قاضی کے لیے ایک مٹھی انگل زیادہ رکھنا جائز ہے اور قاضی القضاۃ یعنی سپریم کورٹ کے جج کے لیے دو انگل زیادہ رکھنا جائز ہے، یہ قاضی القضاۃ کے رعب اور ہیبت کے لیے ہے اور قاضی یا قاضی

---

٢٨ سنن أبي داؤد: ٢٠٣/٢ باب في لبس الشهرة، ايج ايم سعيد

٢٩ اوجز المسالك للشيخ زكريا رحمه الله: ٢٧٠/١٤، دار الكتب العلمية، بيروت

القضاۃ کو عدالت میں سَلام کرنا جائز نہیں۔ سَلام اگرچہ سُنّت ہے لیکن جج اور سپریم کورٹ کے جج کو عدالت میں سلام کرنا کیوں منع ہے؟ اس لیے کہ وہ فیصلے کر رہا ہے، فیصلہ میں خلل پیدا کرنا عبادت میں خلل پیدا کرنا ہے۔ اگر ہر شخص سلام کرنے لگے کہ جج صاحب السّلام علیکم تو جج کو سب کو سلام کا جواب دینا پڑتا جس سے فیصلہ غلط ہو سکتا تھا کہ پھانسی کا مجرم بری ہو گیا اور بے قصور کو پھانسی ہو گئی اس لیے یہ شریعت کا احسان ہے کہ عدالت میں سَلام کو ممنوع فرمادیا کہ قاضی یا قاضی القضاۃ کی عدالت میں جاؤ تو سلام مُعاف، آکر خاموش کھڑے ہو جاؤ اور آج کل انگریزوں کا طریقہ ہے کہ وکیل صاحب عدالت میں گئے تو جج کے سامنے سر جھکا دیا، سر اللہ کے سامنے جھکانے کے لیے ہے، ججوں کے سامنے نہیں۔

حضرت مولانا مُشرف علی تھانوی صاحب حضرت والا سے ملاقات کے لیے تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ کل تشریف لے جارہے ہیں، کل میں نہیں آسکوں گا اس لیے آپ سے ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ آپ کا پیغام مجھے مل گیا تھا، آپ نے دعا کی بھی فرمایش کی تھی، دل و جان سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جنّت میں بھی آپ کا ساتھ نصیب کرے اور وہاں بھی مشرف کی ملاقات سے مُشرف کرے، آمین۔

مجلس بَعد مغرب بمقام بر آمدہ یادگار خانقاہ امدادیہ اشرفیہ لاہور

آج اس سفر کی یہ آخری مجلس تھی۔ مجمع کافی تھا، خانقاہ کے بر آمدہ کے سامنے کا میدان جس پر شامیانہ لگا ہوا تھا پورا بھرا ہوا تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت والا بر آمدہ میں تشریف لائے اور کرسی پر تشریف فرما ہو کر خطبۂ مسنُونہ پڑھ کر مندرجہ ذیل بیان فرمایا:

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

دوستو! میں پچھتّر سال کا تجربہ بیان کرتا ہوں کہ اگر چار عمل کر لیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ سب کے سب ولی اللہ ہو جائیں، چار عمل کر لو ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کی ولایت کا تاج بندوں کی غلامی کے سر پر رکھ دیا جائے گا اور مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے ولی بن کر دنیا سے جائیں گے۔ ان میں دو عمل تو ایسے ہیں جو تمام صوفیا کرتے ہی ہیں اور سب کے چہروں پر ایک مشت داڑھی دیکھ رہا ہوں تو پہلا یہ عمل ہے کہ ایک مٹھی داڑھی رکھ لو تینوں طرف سے۔ ایک عمل ہو گیا اور

کتنا آسان ہے، دیکھو: اگر کوئی کہہ دے کہ فلاں کام کرلو تو صدر مملکت تم سے محبت کرے گا اور تمہیں اپنا دوست بنالے گا تو بتاؤ اس کے لیے ہم جان کی بازی لگادیں گے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرمارہے ہیں اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ہمارا کوئی ولی نہیں ہے مگر متقی بندے ولی اللہ ہیں یعنی جو گناہوں سے بچتا ہے وہ ولی ہے، جو ساری رات تہجد پڑھے، روزانہ ایک قرآن پاک ختم کرے اور ہر وقت عبادت کرے لیکن جہاں نامحرم حسین صورت یا حسین لڑکا نظر آیا تو گھور کر دیکھنے لگا کہ ارے کیا پیاری صورت ہے۔ یہ ولی نہیں شیطان ہے، اکبر الہ آبادی نے کہا تھا ؎

خلاف شرع شیخ تھوکتا بھی نہیں
اندھیرے اُجالے مگر چوکتا بھی نہیں

جب تھوکتا ہے تو پوچھتا ہے کہ ادھر کعبہ تو نہیں ہے لیکن جب کوئی حسین گزرا اس کا نمک چرالیا یعنی دیکھ لیا، یہ شخص نمک چور ہے، اللہ تعالیٰ کے حرام نمک کو چکھ کر نمک حرامی کررہا ہے، نامحرم لڑکی ہو یا حسین لڑکا ہو دونوں کو دیکھنا حرام ہے۔

ایک عمل تو یہ ہوگیا کہ ایک مُشت داڑھی رکھ لو اس میں کیا مشکل ہے؟ حجامت بنانے کا پیسہ بھی خرچ نہیں ہوگا۔ داڑھی جب ایک مُشت سے بڑھ جائے تو خود کاٹ لو، داڑھی حجام سے کٹوانا ضروری نہیں ہے۔

دوسرا حکم ہے پاجامہ، لُنگی، شلوار وغیرہ ٹخنوں سے اوپر رکھنا۔ ٹخنوں سے نیچے پاجامہ وغیرہ لٹکانا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

اَمَّا ظَاھِرُ الْاَحَادِیْثِ فَیَدُلُّ عَلٰی تَحْرِیْمِ الْاِسْبَالِ[۳۰]

ایک لاکھ حدیث کے حافظ تھے وہ فرماتے ہیں کہ تمام احادیث اسبال ازار کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں یعنی ٹخنے سے نیچے ازار یعنی شلوار لنگی وغیرہ لٹکانا ہر صورت میں حرام ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ٹخنے کھول دو تو سب صحابہ نے اس پر عمل کیا الا المنافقون

۳۰؎ فتح الباری للعسقلانی: ۱۰/۲۶۳، باب من جر ثوبہ من الخیلاء، دار المعرفۃ، بیروت، ذکرہ بلفظ واما الاسبال لغیر الخیلاء فظاھر الاحادیث تحریمہ ایضا

مگر منافقوں نے عمل نہیں کیا۔ منافقوں کی فہرست میں جس کو اپنا نام لکھوانے کا شوق ہو وہ ٹخنہ چھپا کر لکھوا لے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے مَا اَسْفَلَ مِنَ الْکَعْبَیْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِی النَّارِ[۳۱] جو حصہ ٹخنے سے نیچے لٹکے گا وہ جہنم میں جلے گا۔ یہ دو حکم تو آسان ہیں۔ مؤذن وامام اور صوفیا سب کا ان پر عمل ہے لیکن تیسرا اور چوتھا حکم ذرا مشکل ہے بڑے بڑے تہجد پڑھنے والے اور ہر سال حج وعمرہ کرنے والے آنکھوں کی خیانت میں مبتلا ہیں خصوصاً نوجوان کوئی حسین سامنے آیا تو پاگل ہو جاتے ہیں مگر سمجھ لو یہی حسین ایک دن ابّا بنے گا پھر دادا بنے گا پھر پر دادا بنے گا اس وقت اس سے عشق لڑاؤ گے ؟ دنیا میں اس سے بڑا بے وقوف اور گدھا کوئی نہیں ہے جو عشق مجازی اختیار کرتا ہے اس کا سبب بدنظری ہے اس لیے آنکھ کی حفاظت ضروری ہے۔ نفس سے مغلوب ہو کر لومڑی کی چال مت چلو، شیر کی چال چلو، شیر ہرن کا خون پیتا ہے، اگر ایمان کو مضبوط کرنا ہے تو نفس کی حرام خواہشات کا خون پینا سیکھو، خونِ تمنا کرنا سیکھو، حسرتوں کا خون پیو۔

ہر تمنّا دل سے رخصت ہوگئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی

تمناؤں کے خون سے خدا ملتا ہے، خدا کو چھوڑ کر اگر تمنّا پوری کر لی تو کیا ملتا ہے۔ اگر لڑکوں سے تمنّا پوری کی تو گو کا مقام مِلا اور کیا ملا اور اگر لڑکیوں سے پوری کی تو پیشاب کا مقام ملا۔ میرا ایک شعر ہے جرمنی کے دارالخلافہ فرینکفرٹ کا۔ میں امریکہ جا رہا تھا تو فرینکفرٹ ایئرپورٹ پر رُکنا پڑا تو ایئرپورٹ کی ایک لڑکی جو آفیسر تھی، مٹک مٹک کر آتی تھی اور بلا ضرورت پھر واپس جاتی تھی۔ مٹک مٹک کر پچھلا حصہ دکھاتی ہوئی، مسلمان داڑھی والوں کو بے وقوف بنانے کے لیے۔ ہمارے بعض دوستوں نے کہا کہ اس لڑکی کی حرکتوں سے ہمارے ایمان پر تو زلزلہ آگیا۔ میں نے کہا آنکھوں کو بچاؤ، اس کو مت دیکھو، نگاہ نیچی کر لو۔ پھر میرا یہ شعر پڑھو جو میڈان فرینکفرٹ ہے، ابھی موزوں ہوا ہے لیکن پہلے نگاہ بچاؤ۔ اگر حسینوں کو دیکھ کر پڑھو گے تو کوئی شعر کام نہیں دے گا، کلام اللہ کی آیت بھی اثر نہیں کرے گی کیوں کہ بدنظری سے لعنت

---

[۳۱] صحیح البخاری: ۸۶۱/۲ (۵۸۰۶)، باب ما اسفل من الکعبین فھو فی النار، المکتبۃ المظھریۃ

برسے گی۔ لعنت کے ساتھ رحمت جمع نہیں ہو سکتی۔ پہلے نگاہ کو بچاؤ، اللہ کے حکم پر عمل کرو تو رحمت کا ظہور ہو گا، پھر میرا شعر مفید ہو گا ؎

آگے سے موت پیچھے سے گو
اَے میر جلدی سے کر آخ تھو

ان حسینوں کے پاس کیا ہے ؟ کیا ان کے آگے سے عرقِ گلاب نکلتا ہے اور پیچھے سے کیا مُشک وزعفران نکلتا ہے۔ اگر حسینوں کے پیچھے سے زعفران اور آگے سے عرقِ گلاب نکلتا تو فقیروں کے مزے آجاتے اور ان کے پیچھے فقیر پیالہ لیے پھرتے کہ ذرا سا مُشک وزعفران ہگ دو، گھر میں بچوں کو کھلانے کو آٹا نہیں ہے یا عرقِ گلاب بوتل میں مُوت دو کہ اس کو بیچ کر بچوں کے لیے روٹی کا انتظام کریں لیکن حسینوں سے کچھ نہیں پاؤ گے، سوائے گو اور مُوت کے۔ اللہ کا غضب اور ناراضگی مت خریدو۔ واللہ کہتا ہوں کہ جو لڑکوں اور لڑکیوں کے عشق میں مبتلا تھے آج اپنی بے وقوفی پر نالاں ہیں اور افسوس کر رہے ہیں اس زندگی پر جو حسینوں کے عشق میں گو مُوت کے مقام پر گزری۔

ان حسینوں سے نظر بچالو، تھوڑا سا غم ہو گا لیکن پھر اللہ کے قرب کا گلستان ہی گلستان نظر آئے گا۔ جو دل پر غم اُٹھالیتا ہے، اللہ اس کے دل کا پیار لیتا ہے، اس کا دل اللہ کا پیار محسوس کرتا ہے۔ میرا شعر ہے ؎

اَز لب نادیدہ صَد بوسہ رسید
من چہ گویم روح چہ لذت چشید

اللہ تعالیٰ کے لب نظر نہیں آتے، لیکن دل ان نظر نہ آنے والے لبوں کا بوسہ محسوس کرتا ہے۔ دل محسوس کرتا ہے کہ اللہ نے میرا پیار لے لیا، میں نہیں کہہ سکتا کہ روح کو اس وقت کیا لذّت عطا ہوتی ہے۔ اس لیے دل پر غم اُٹھالو مگر کسی عورت کو مت دیکھو، کسی لڑکے کو مت دیکھو۔ اے جنّت کی تمنّا کرنے والو! خدا کے راستے میں غم بھی تو اُٹھاؤ، اللہ کے راستے کے غم سے کیوں بھاگتے ہو۔ ارے کہو کہ کہاں ہماری قسمت جو ان کی راہ کا غم ملے، قسمت والے یہ غم اُٹھاتے ہیں، جو جنّت میں جانے والے ہوتے ہیں وہ یہ غم اُٹھاتے ہیں، اللہ والے لعنتی کام نہیں کرتے

، رحمتی کام کرتے ہیں اور لعنتی کام کرنے والوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ ایک ایئر ہوسٹس ہوائی جہاز پر چڑھی اور نمکین بہت تھی تو لعنتی لوگوں کے کان کھڑے ہوگئے کہ باپ رے باپ یہ تو حُسن کی دیوی ہے، راستے بھر اس کو بُلا بُلا کر بات کرتے رہے۔ اس کے بعد لاہور ایئر پورٹ آگیا اور وہ ایئر ہوسٹس بیگ اُٹھا کر ان کو پیچھا دکھاتی ہوئی بے وقوف بنا کر اپنے اڈے پر چلی گئی اور یہ دیکھنے والے احمقوں کی طرح مُنہ کھول کر اسے دیکھتے رہ جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ آپ کو کوئی بے وقوف نہ بنائے اس لیے بے وقوفی کے کاموں سے بچو۔

اور چوتھی بات ہے دل کی حفاظت۔ بعض لوگ حسینوں سے آنکھ بند کر لیتے ہیں لیکن دل میں گندے گندے خیالات پکاتے ہیں۔ دل اللہ کا دارالسلطنت ہے اس کو بچاؤ، دشمن دو جگہ پر حملہ کرتا ہے سرحد اور دارالخلافہ پر، لہٰذا آنکھوں کی سرحد بچاؤ اور دل کا دارالخلافہ بچاؤ پھر دل میں اللہ نہ آئے تو کہنا کہ اختر کیا کہہ رہا تھا۔ (حضرت والا نے روتے ہوئے یہ بات فرمائی) میں واللہ کہتا ہوں کہ دل میں اللہ تعالیٰ کی تجلّی آجائے گی۔

ان ہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

مجلس ۱۱ بجے شب

رات کا کھانا تناول فرما کر حضرت والا چہل قدمی کے لیے خانقاہ کے ہال میں تشریف لائے اور تھوڑی دیر چہل قدمی فرما کر کُرسی پر تشریف فرما ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ خانقاہ کے معنیٰ کیا ہیں؟ غیاث اُللغات میں لکھا ہے کہ خانقاہ کے معنی ہیں جائے بودنِ دُرویشاں، دُرویشوں کے رہنے کی جگہ اور درویش کس کو کہتے ہیں؟ جو اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کا خون کر دے وہ دُرویش ہے اور جو اپنے نفس کی ڈیمانڈ کو مثل سانڈ کے پورا کرلے وہ دُرویش نہیں، جسم سے دُرویش نہیں بنتا، جسم مت دیکھو کہ موٹا تازہ بھاری بھر کم ہے بلکہ یہ دیکھو کہ اس پر نفس غالب ہے یا وہ نفس کو مغلوب کر لیتا ہے۔ صوفی اور دُرویش وہ ہے جو اپنے نفس کو چت کر دے اور اللہ کی مرضی کے خلاف ایک سانس نہ لے، ایک سانس بھی اللہ کو ناراض نہ کرے، ہر وقت اللہ کو راضی رکھے اسی کا نام تصوّف ہے، اسی کا نام فقیری ہے۔ اگر یہ حاصل نہیں تو کچھ حاصل نہیں۔

جو شخص گناہوں سے مُنہ کالا کرتا ہے ہرگز وہ صوفی نہیں ہے، پکا بدمعاش ہے، دل اللہ کا غلام ہے اس کو اتنی خوشی دو جس سے اللہ راضی رہے، اللہ کو ناراض کرنا، عورتوں کو تاک جھانک لگانا یہ فقیروں اور دُرویشوں کا کام نہیں ہے۔ عورتوں کو دیکھنے والا، امردوں کو دیکھنے والا یہ فقیر ہے؟ شیطان نمبر ون ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کا نام تصوّف ہے، تصوّف نام ہے اللہ کو راضی رکھنے کا اور اللہ کی ناراضگی سے بچنے کا۔ اگر اس کو جائز ناجائز کی فکر نہیں ہے یعنی اللہ کو راضی کرنے کی فکر نہیں ہے اور اللہ کی ناراضگی سے بچنے کی فکر نہیں ہے ہے تو یہ صوفی نہیں ہے، دغاباز ہے، بدمعاش ہے، صوفیوں کی صورت میں اُمّت کا مال لوٹ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اللہ والا بنادے۔ اے اللہ! میں مریض ہوں، مریض کی دعا پر فرشتے آمین کہتے ہیں۔ اے اللہ! اپنی رحمت سے اختر کو اور میرے احباب کو میرے گھر والوں کو، میرے احباب کے گھر والوں کو اور تمام مسلمانانِ عالم کو اور ان کے گھر والوں کو اللہ والا بنادے۔ ہر سانس اللہ کو راضی رکھیں اور ایک سانس اللہ کی ناراضگی میں نہ لیں۔ اے اللہ! کافروں کو بھی ایمان دے کر ان کو بھی مسلمان بنادیجیے۔ اب رہ گیا یہ سوال کہ جہنم کا پیٹ کیسے بھرے گا تو بخاری شریف کی حدیث ہے کہ فَيَضَعُ قَدَمَهٗ[٣٢] اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھ دیں گے تو جہنم کہے گی قط قط اور ایک روایت میں ہے قط قط قط اے اللہ! بس میرا پیٹ بھر گیا تو جب دوزخ کا پیٹ بھرنے کے لیے اللہ کا قدم کافی ہے تو پھر ہم کافروں کے ایمان لانے کی دعا کیوں نہ کریں تاکہ وہ جہنم میں نہ جائیں۔ اگر کافر بھی ایمان لاکر جنّت میں چلے جائیں تو ہمارا کیا نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی اور تمام مسلمانانِ عالم کو بھی اللہ والا بنادے اور کافروں کو بھی ایمان عطا کرکے اللہ والا بنادے۔ آمین

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

❖❖❖❖

٣٢؎ صحیح مسلم: ٣٨١/٢، باب جہنم اعاذنا اللہ منہا، ایچ ایم سعید

۶ صفر المظفر ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۸ مارچ ۲۰۰۴ء بروز اتوار پونے سات بجے صبح

آج ۱۱ بجے صبح کراچی کے لیے روانگی ہے۔ خانقاہ میں بہت سے لوگ جمع تھے۔ حضرت والا ازراہ شفقت خلافِ معمول خانقاہ میں تشریف لائے۔

ارشاد فرمایا کہ سارے عالم میں میری یہی صدا ہے کہ اس زمانے میں نگاہ بچالو اور دل بچالو، اللہ کو نہ پاؤ تو کہنا کہ اختر کیا کہہ رہا تھا، ہر حسین بچہ جوان ہوگا، پھر ادھیڑ ہوگا، پھر بڈھا ہوگا پھر قبر میں جائے گا، ایسے ہی آج جو لڑکی خوبصورت ہے کل کو اماں بنے گی، پھر نانی بنے گی، پھر پرنانی بنے گی اور ایک دن بڈھی کو قبر میں گاڑ کر چلے آؤ گے اور عشاق مجازی اُلّو بن کے ہاتھ مل کے رہ جائیں گے۔ کیا کہوں عشق مجاز اتنا سخت دھوکا ہے کہ عاشقانِ مجاز اگر خون کے آنسو بھی روئیں تو تلافی نہیں ہوسکتی اس زندگی کی جو ان حسینوں کے پیچھے ضایع ہوئی۔ اس لیے اگر عشق مجاز کے دھوکے سے بچنا ہے تو نظر کی حفاظت ضروری ہے۔ اگر دیکھ لو گے تو حُسن بہت عظیم الشان معلوم ہوگا کیوں کہ بدنظری کرنے والے پر اللہ کی لعنت برستی ہے اور جب لعنت برسے گی تو رحمت ہٹ جاتی ہے، اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ[۳۳] کے سائے سے وہ نکل جاتا ہے، نفس امارہ کے شر سے وہی بچ سکتا ہے جو اللہ کی رحمت کے سائے میں رہے جس پر سے رحمت کا سایہ ہٹ گیا اور اللہ کی لعنت میں آگیا تو فانی حُسن اس کو سب کچھ معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ بچوں کو مت دیکھو کہ جوان ہونے والے ہیں اور جوانوں کو مت دیکھو کہ ادھیڑ ہونے والے ہیں اور ادھیڑ کو مت دیکھو کہ بڈھے ہونے والے ہیں اور بڈھوں کو مت دیکھو کہ قبروں میں جانے والے ہیں۔

ایسے ہی جو آج بچّی ہے، کل جوان ہوگی، پھر ادھیڑ ہوگی، ادھیڑ کے بعد بڈھی ہوگی اور بڈھی ہو کر پھر قبر میں جانے والی ہے اس لیے عاشق مجاز احمق نمبر ون ہے، عشق مجازی حماقت ہی حماقت ہے، جو لوگ عشق مجازی کرتے ہیں گدھے سے بدتر ہیں، عاشق مجاز بالکل پاگل ہو جاتا ہے، برے بھلے کی تمیز نہیں رہتی، اس لیے عشق مجاز سے پناہ مانگو، میں بھی اللہ سے پناہ

۳۳؎ یوسف: ۵۳

مانگتا ہوں، اس کی ابتدا آنکھوں سے ہوتی ہے۔ اگر آنکھوں کو اور دل کو محفوظ رکھو تو کبھی برباد نہ ہوگے، جو اپنی آنکھوں کو اور دل کو محفوظ رکھے گا کبھی اس کی جوانی برباد نہیں ہوسکتی، پہلے آنکھیں خراب ہوتی ہیں پھر دل خراب ہوتا ہے یعنی پہلے آنکھوں سے حسینوں کو دیکھ لیا اس کے بعد اب دل میں اس حسین کا خیال پکارہے ہیں، دل جو اللہ کا گھر تھا اس میں مکنے موتنے والے بتوں کو بسا کر دل کا ستیاناس کرلیا اور کبھی پہلے دل خراب ہوتا ہے پھر آنکھیں خراب ہوتی ہیں یعنی پہلے کسی حسین کا خیال دل میں پکایا پھر اس حسین کو دیکھنے لگے۔ عشق مجاز نے بہت لوگوں کی جوانی تباہ کردی۔ عشق مجاز احمق ساز ہے کہ پیشاب اور پاخانے کے گندے مقامات پر جوانی بھی ضایع کرادی اور اللہ تعالیٰ سے بھی محروم کردیا۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

دس بجے کے قریب حضرت والا لاہور ایئرپورٹ کے لیے روانہ ہوئے اور فرمایا کہ سب لوگوں کو ایئرپورٹ جانے کی ضرورت نہیں یہیں ملاقات کرلیں۔ حضرت والا نے سب سے مصافحہ فرمایا۔ اہل لاہور حضرت والا کی روانگی سے غمگین اور اشکبار تھے۔ گیارہ بجے کے قریب جہاز نے کراچی کے لیے پرواز کی۔ سفر کے دوران احقر کو اپنی سیٹ کے پاس طلب فرمایا اور فرمایا کہ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

چوں در آید غیر او تمویہ اوست
چوں بر آید غیر آں تنبیہ اوست

جب دل میں غیر کا عشق آجائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتلاء اور امتحان ہے اور جب دل سے غیر نکل جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ اور ہدایت ہے۔ تمویہ میں حسین نہایت دلفریب اور عظیم الشان معلوم ہوتا ہے اور جب اللہ کی طرف سے تنبیہ اور ہدایت ہوجاتی ہے اس وقت وہ معشوق چڑیل اور بھُوت معلوم ہوتا ہے اور دل اس ناپاک محبت کی غلاظت سے پاک ہوجاتا ہے۔

تقریباً پونے ایک بجے جہاز کراچی ایئرپورٹ پر اترا جہاں حضرت مولانا مظہر صاحب اور دوسرے بہت سے حضرات حضرت والا کے استقبال کے لیے موجود تھے اور حضرت والا کی تشریف آوری سے سب خوشی سے سرشار تھے۔

زیرِ نظر کتاب شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ۲۰۰۳ء اور ۲۰۰۴ء میں ہونے والے لاہور کے سفرناموں پر مشتمل ہے۔ حضرت والا کے سفرناموں میں جغرافیائی معلومات یا موسم کے احوال کا بیان نہیں ہوتا بلکہ اصلاح سے متعلق شریعت وتصوف کے احکامات ونکات اور عام فہم انداز میں سلوک کے اسرار و رموز کا ذکر ہوتا ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے جو دل سوز الفاظ نکلتے تھے وہ دلوں پر اثر انداز ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ لاکھوں برباد دل آپ کے پراثر بیان سے آباد ہوگئے۔ عشقِ لیلیٰ سے گھائل ہزاروں قلوب عشقِ مولیٰ کی طرف مائل ہوئے۔ آپ کے اصلاحی بیانات سے بے شمار لوگوں کی اصلاح ہوئی۔ آپ کا فیض صرف پاکستان تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ نے متعدد ممالک میں بذاتِ خود تشریف لے جاکر لاکھوں زندگیوں میں سنت وشریعت کی شمعیں روشن کیں۔

اللہ رب العزت اس کا اپنی شان کے مطابق بہترین بدلہ عنایت فرمائیں، آمین۔

ناشر

کتب خانہ مظہری